چاند کیطرح دنیا کی اندہیریگا دور کرنیوالا پیدا ہوا ابیات

قرار اسکی جبین سے داغ کہائی
ہر نو میں اپنہ سر چہپائی
اگر چہ ہین جبین اوسکی بناتی
مصور چین کا حیران ہوا جاتی

بلا انگیز تہین جادو وہ تہیر
ہنی کلک نا کسی وہ جام اکسیر
کبہی دیکہی تہی ہم نی ایسی کاکل
پریشان آجتک ہی جان سنبل

جہان میں صبح سی تیغ نظر
پلک تہا یون خنجر جگر سی
وہ مکہڑا مہر کی ہتکی تہی ہر ہی
قمر کی جہیر یگا ہی نگاہ رخ جاتی

عجب انداز سی گل ہیچ تہا
کر گیج حسن بیٹہا تہا کالا
وہ سینہ تخت یار سا تہا
بیکہتا ہو نہین جیسا اقتاب شفاف

یا غرض حسن کا سرو سرافراز
غرض وہ تہا سراپا ناز

بادشاہ فورا باغ باغ ہوکر بڑا جشن کیا اور نجومیون کو بلاکر فرمایا کہ اسکی لگن دیکہو ہر ایک نے لگن دیکہنی کی اور اسکا
نام تاج الملوک رکہدیا اور کہہ دیا کہ دیکہو پر کن کناکی خوشی کی کہ یہ تاج عالم مین گل تازہ ہے اسکی نصیب بہتر ہین دولت
کی انتہا نہین ہے صاحب اس طرحکا ابتک کوئی ہوا نہ ہوگا یقین ہے کہ ایسا شہریار ہوکہ عالم جنات اور دیو
بہی مطیع اور فرمانبردار ہوگا مگر ایک قباحت بہی اسکی ساتھ ہے جب بادشاہ کی اوسپر نظر پڑیگی تو فورا بادشاہ
کی انکہون سے بینائی جاتی رہیگی بادشاہ نی کچہ شاد کچہ ناشاد ہوکر اونکو تو رخصت کیا اور وزیر سے فرمایا
کہ ایک محل مین تفاوت تمام پر اسکو گذر نگاہ سی اسکی مان سمیت رکہو چنانچہ بموجب ارشاد کی وزیر نے لایا
چند سال گذرے بعد چند سال کی وہ نونہال باغ سلطنت کا کمال ناز و نعمت سی پرورش پاکر سواری علم و ہنر سی
آگاہ ہوا وسکو شکار کی خواہش ہوئی سوار ہوکر جنگل مین گیا اور ایک شکار کی پیچہے گہوڑا اوٹہایا یہ سچ ہی
کہ ہونیوالی بات ٹلی ہوئی نہین ہی مصرع تقدیر کی آگی کو اسکان نہین ہی وہ ہونا اتفاقا بادشاہ بہی
اوسی دن شکار کو سوار ہوئی تہی ایک ہرن کی پیچہے گہوڑا اوڑائے اسیطرف کو آنکلی مشہور ہی کافی چوٹ
کہتی ہی سبب جوہین شہزادی پر نگاہ پڑی وہین آنکہون کی بصارت جاتی رہی ارکان دولت نی شہزادی
دیکہکی بادشاہ کی نابینا ہونیکا سبب دریافت کیا حضرت نی فرمایا کہ لازم یون تہا کہ بیٹی کو دیکہکر
آنکہین روشن ہون سویہ طرفہ ماجرا ہی کہ برعکس ظہور مین آیا لیکن اب یہ بہتر ہی کہ اوسکو میری محلات سے

حکم نکالدو اور اوسکی ماں کیواسطے خدمت جاروب کشی کی مقرر کیجیو فرمایا کی بادشاہ اوسنے پاؤن
تخت گاہ کیطرف پہر آیا اور اوسے دیس سے نکال دیا

دوسری داستان چارون بیٹون کے جانیکی گل بکاولی کیواسطے

کہتے ہین جب شہر کے حکیم سب با خصلت اور با علم طبیعت آنکہونکی علاج کیلیے بادشاہ کے سب نے متفق ہو کے
عرض کی کہ گل بکاولی کے سوا کسی اور دوا سے ممکن نہین کہ بادشاہ شفا پائے اگر کسی صورت سے گل بکاولی پیدا
ہووے تو حضرت کیا بلکہ اندہا مادرزاد بہی آنکہین پاوے یہ سنکر بادشاہ نے اپنے تمام ملک مین منادی پہروادی
کہ جو گل بکاولی پیدا کرے یا اوسکی خبر لاوے تو اوسکو بہت انعام و اکرام دیکر نہال کرونگا اسطرح بادشاہ
ایک مدت تک اوسکے انتظار مین رہے اور مثل حضرت یعقوب کیطرح اپنی آنکہونکو سفید کیا اور اسی غم مین بادشاہ
حضرت یوسف کے آنکو کہلا دیا ہر جگہ آدمیون کو بہیجا لیکن کسی طرف سے کچہ اوسکا سراغ نہ ملا آخر کو چارون
بادشاہ کی خدمت مین بیٹون نے عرض کی کہ سعادتمندی اسکا ہے کہ جو باپ کے بہت کام آوے اور اگر سعی اور کوشش مین
جان دیوے تو سعادتمندی باقی رہے اسواسطے ہم امیدوار ہین کہ ہمین رخصت فرمائیے تو گل بکاولی کی تلاش مین نکلین بادشاہ نے
فرمایا کہ ایک تو آگے ہی مین اپنی آنکہین کہو بیٹہا ہون اور چشم کور رو بیٹہا ہون داغ اب تک جگر سے نہین گیا
جو چشم چرخ نے ہین اونکو سیاہ کسطرح ہووے یہ صدمہ دیدہ و دانستہ دل پر اوٹہاؤن شاہزادون نے پہر مکرر عرض کئے
تب چار و ناچار بادشاہ نے رخصت دی اور حکم فرمایا کہ اسباب سفر کا جو چاہئے کہ وہ مہیا کر دینا پہنچ
جاوے بموجب حکم کے نقد و جنس و دواب وغیرہ لشکر سے لیکر جتنا کہ چاہئے تہا موجود کر دیا تب بادشاہ
سے رخصت ہو کر شاہزادون نے اپنا رستہ لیا شاہزادے منزل بمنزل جاتے تہے اتفاقاً
تاج الملوک کہ جسکو باپ نے شہر بدر کیا تہا دشت آوارگی کو قدم پریشانی سے طے کرتا ہوا پہنچ گیا اونسے دو چار ہوا
دوسری سے پوچہا کہ یہ کون ہین اور کہان جاتے ہین اوسنے بادشاہ کو اندہے ہونیکا اور سبب لشکر کے سفر
گل بکاولی کے تلاش کیواسطے تاج الملوک سے بیان کیا شاہزادے نے دل مین کہا مصرعہ کہ اوسکے تو نی

آزمانا مصلحت نہیں یہہ ہے کہ مین بہی بہائیون کے ساتہہ گل بکاولی کی جستجو مین جاؤن اور اپنی زور قسمت کو
محک امتحان پر کسون ایسین اگر وہ اُن کو گل مرادی بہرہ ہون تو خیر المراد نہین تو اس بلئی ہو باپ کے ملک
سے باہر نکلون یہ طاہری شہا کہ ایک سرجا سکے پاس کہ نام اوسکا سعید تہا گیا اور با ادب تمام سلام کیا اوسکی
نظر جو شاہزادے پر پڑی تو دیکہا کہ اوسکی گالون کی جہاپ خورشید کی رونق سکے ساتہہ برابری کر رہی ہے اور چاند
سی پیشانی زلف شبرنگ کے پہلو مین ماہ تمام کیطرح جلوہ گری کر رہی ہے پوچہا تم کون ہو اور کہان سے
آتا ہو تاج الملوک نے عرض کیا کہ مین بیچارہ غریب مسافر ہون اور بیکس آشفتہ خاطر ہون نہ کوئی غمخوار ہے کہ غمخواری
کرے نہ یار ہے کہ شرط یاری بجالائے نہ کوئی مددگار ہے کہ مددگاری کرے سعید نے اوس یوسف ثانی کی شیرین زبانی سے
محظوظ ہوکر بصد آرزو و خواہش اپنی رفاقت مین رکہا اور بہت الطاف زیادہ کرتا کہتے ہین کہ شہزادے
ایک مدت کے بعد شہر فردوس ہین کہ تخت نشین و نامدار اون شاہ تہا پہنچے اور شام کیوقت دریا کے
کنارے اس ارادے سے کہ چند روز یہان شہر مین رہنا ہوگا جب آفتاب ملک مغرب کی سیر کو گیا
نظارہ ہوا اور شاخ ماہتاب رات کی مشکی گہوڑے پر سوار ہوکر مشرق کیطرف سے باگ اوٹہا کر چلا تب چار دن
شاہزادے اپنے اپنے سمند باد رفتار پر سوار ہوکر بطریق سیر شہر مین آئے اور ادہر اودہر گشت کرنے لگے ایک
عالیشان محل منقش اور مکانات کہ جسکے جابجا دروازہ پر زر و زرین کے پردے پڑے ہوئے تہے نظر آیا دیکہا شاہزادون نے
ایک سے پوچہا کہ یہ مکان عالی شان کسکا ہے اوسنے جواب دیا کہ اسکی مالک ایک لبر کہلا بکاولی ہے شاہزادون نے کہا اللہ
یہ محل بادشاہی اسنے کہان پایا وہ شخص یہہ کہنے لگا کہ یہ رنڈی صورت مین یکتا ہے اور ملاحت مین بہتا شہرہ آفاق
اپنے کام مین طاق رعنائی اور زیبائی مین نہایت محبوبی اور دلربائی مین بغایت خوب و چشم خورشید
تمام اوسکے شمع جمال پر پروانے کیطرح شیدا ہے چہرہ ماہتاب و تمام اوسکے گہر سے پیدا ابیات

مجنون زادہ مین اوسکی اگر قدم مارا تو اپنی نقش کی فہرست قلم مارا وہ اوسی قرنج و یا ناموس ننگ کے اپنے
واسطے ایک نظارہ مین خواجہ [illegible] کہ جسنے ذرہ بہی خواہش [illegible]

پہر کہا جو کوئی اوسی جا کر بجائی وہ عیارہ مانی کی گہر مین اوسی بلائی اور لاکہہ روپی لی تب لیلا باد اوس سی
شہزادی کو اپنے مال اور دولت پر نہایت مغرور تھی نشہ بادۂ نخوت سی چور تھی عشاق بہت اوسکی میلان شوق
ملاقات مین بلند کرکے دروازے پر گئے اور جاتے ہی بی تحاشا نقارہ بجا دیا سنتی ہی اوس مکارہ دوران نے
دل مین کہا کہ الحمد للہ مدت مدید کے بعد کسی ایسی نیکبخت نے میری گھر کا قصد کیا چاہیے کہ میری جبری کوشش
کرے اور ایسے ہوشیار شکاری میری جال مین آینگے ارادہ کیا اغلب ہی کہ دام مین پہنسے پہڑک پہڑک کر مرے
نقل مشہور ہے کہ یہ طایفہ اسی تردد مین رہتا ہی کہ کوئی عقل کا اندہا گانٹہ کا پورا ملے سو خدا نے ویسے ہی شخص
بہیجے ہے جہٹ پٹ بناؤ سنگہار کرکے زیور مرصع لعل موتی ہیرا زمرد جا بجا پہنکر ٹہنی آن بان سے بن ٹہن کر
بیٹھی اتنے مین وہ بہی آ پہنچی چند قدم استقبال کرکے ہر ایک کو سونیلی کرسی پر بٹہایا اتنے مین کچھ رات گئی
کہ ساقیان گلعذار شیشۂ شراب اور ساغر زرنگار لیے حضور مین آئے اور جام کو گردش مین لائی اسیطرح [illegible]
گئی تب اوس عیار نے کہا اگر اجازت ہو تو تختۂ نرد منگواؤن باقی رات اس شغل مین بسر ہو کہ سحر ہو شاہزادہ
کہا منگواؤ اوس نے کیا بہتر مکارہ نے ایک بلی کے سر پر چراغ رکہا اور لاکہہ روپی کی بازی بدکر کہیلنے لگی لکہنے
والے نے یون لکہا ہی کہ شاہزادون نے اوس آدہی رات کے عرصے مین پچاس لاکہہ روپیے ہارے اسی مین
خورشید عالمگیر زمرد شگفتہ پر نمودار ہوا اور سیمین بہرہ ماہ اپنی گہر گیا اس نایکہ نے بہی بساط بازی لپیٹی شہزادے
اپنے مکانون کو گئے دوسرے روز جب آفتاب طلائی طرح مغرب کی منزل مین پہنچا اور ماہتاب بادشاہون کی
صورت پادشاہ انجم کو لیے تخت فیروز رنگ پر رونق بخش ہوا شاہزادے اوسی آن بان سے اوسکے
مکان مین آئے اور بدستور سونیکی چوکیون پر اجلاس فرمایا حور لقا ندیمون نے اپنی تئین حاضر کیا اور
طرح طرح کا کہانا سونے چاندی کے خوانون مین لاکر دستر خوان بچہا چن دیا بعد تناول طعام تختۂ نرد
منگواکر دس لاکہہ روپیے کی بازی بدکر کہیلنے لگے عوض اوس رات کو سب مال و متاع نقد و جنس
ہاتہی گہوڑے اونٹ وغیرہ جسقدر کہ رکہتے تھے ہار گئے تب اوس مکارہ نے بازی سے ہاتہ کہینچ [illegible]

کہا ای جوانون تمہارا سرمایہ آخر ہو چکا اب بساط بازی لپیٹو اپنے گہر کی راہ لو شاہزادون نے کہا کہ اگلی بار
ہم زر طالع کو ترازوی امتحان مین تولین اگر ہماری بخت کا پلہ جہکے تو اپنی ہاری ہوئی نقد و جنس کہ گرہ مین
تو نہ باندہی ہی کہول لین نہین تو ہم چارون تیری فرمانبرداری مین غلام ہو کر رہین کچہہ نہ بولین جب
قول و قرار شہزادون سے ہو چکا تو چال جہکا کی طرفین مین وہ بہی بازی جیت لی اور بہت اسباب نقد و جنس
اونکا اپنی سرکار مین داخل کیا اونکو قیدیون کے سلسلے مین کہ جیسے سیکڑون تہے بہیجدیا اور سپاہ
اور رفیق اونکی گل خزان دیدہ کی پتون کیطرح درہم برہم ہوگئی تاج الملوک نے دل مین مصلحت کی کہ اب
کچہہ ایسی حکمت کیا چاہیے جو اونکی خلاصی کا سبب ہو مجہ سے جو یہ کام شایان ہو تو دنیا مین
نام ہو آخرت مین اجر فراوان ہو یہ دل مین سوچ کر شہر مین آیا امیر کے در دولت
پر جاکر دربانون سے کہا مسافر ہون بے خانمان کسی امیر کو ڈہونڈہتا ہون
تمہارے صاحب کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سنکر آیا ہون اگر بندہ کو
اپنی چاکری مین لین اور بندہ نوازی فرمائین بدل و جان خدمت بجا لاؤن اونمین
سے ایک نے جاکر امیر کی خدمت مین شہزادے کی کیفیت عرض کی فرمایا اوسی جا حاضر
کرو وہ لیگیا امیر نے اوسکے منہ کو دیکہکر کہا یا الٰہی کیا آفتاب چوتہے آسمان
سے انسان کے قالب مین آیا یا کوئی غلمان بہشت برین سے **شعر**

پیشانی نازنین پہ اوس کے ۔ چمکے تہا ستارہ بلندی

غرض کہ امیر نے اوسکو اپنی خدمت مین سرفراز کیا

تیسری داستان تاج الملوک کے تختہ نرد کہیلنے کی لہر
لگانا پورے اور جیتنے مین تمام مال اور اسباب کے
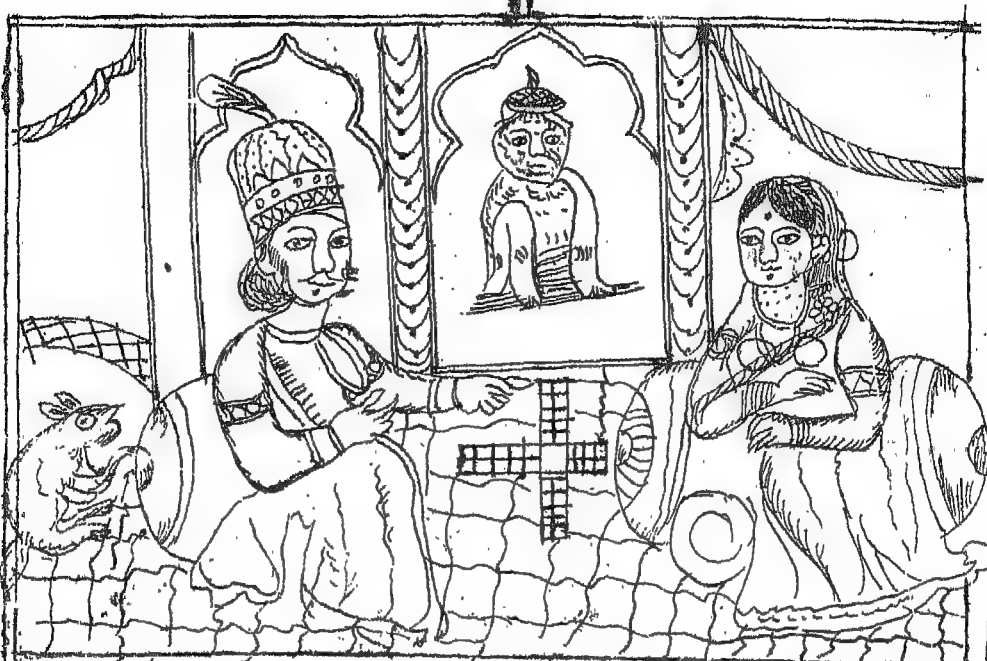
جب تاج الملوک کو امیر کی خدمت مین کئی مہینے گذرے اور اوسوا اپنی وجہ مقرری سے کچہ روپے جمع کئے ایکروز
اوسکی خدمت مین عرض کی کہ ایک فقیر کا بیکلی اشنا نہین ہے اس شہر مین تازہ وارد ہے اگر حکم ہو تو ہر روز
چار گھڑی کیواسطے اوسکے پاس جایا کرون دل بہلایا کرون امیر نے کہا بہتر ہے پس شاہزادہ ہر روز تختہ نرد
کھیلنے والونکی پاس جا بیٹھتا اور کھیلتا جب اوسکی قانون دریافت کر لئی اور ہر ایکسے بازی ہاتہ آنی لگی
کیا اب اوس جیا نی سے کھیلے اور اپنی طالع کی قرعہ کو تختہ امتحان پر پھینک کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھے
کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے پہر تو ایکروز شاہزادہ اوسکے دروازے پر گیا دیکہا کہ ایک بڑھیا اندر سے
باہر آتی ہے کسی سے پوچہا یہ کون ہے اوسنے کہا یہاں کی یہی مدار المہام ہے بے مشورے اسکے وہ کچہ کام نہین کرتی
تاج الملوک نے دل سے کہا کہ اب کچھ مکر پھیلایا چاہئے دام محبت مین اسکو لایا چاہئے اسکے ہاتہ سے میرا
کام نکلے تو نکلے اوسدن تو شاہزادہ چلا آیا پہر ایک روز وہی بڑھیا اوسکو کہاں ملی سلام کیا اور پاؤن پر
سر رکھکر بے اختیار رونے لگا بڑھیا نے پوچہا تو کون ہے اور کہان آیا ہے دیوانہ ہے یا مظلوم کہ اسطرح پھوٹ پھوٹ
روتا ہے شہزادے نے کہا **ابیات** کیا مجھسے پوچھتے ہو مین ہون کمال مضطر دنیا مین کوئی مجھسا ہوئے دوا

بات ہی بڑھیا بولی کہ اوسنے ایک بلی اور چوہی کو پرورش کرکے یہ سکھایا ہی کہ بلی کے سر پر چراغ رکھے تو وہ
لئے رہے اور چوہا چراغ کے سایہ میں بیٹھا رہے جب اوسکے خاطرخواہ پاسا نہ پڑے تب بلی چراغ کو ہلا کر کے
نردون پر سایہ کرے اور چوہا کی مدد سے بازی جیت لیتی ہی لیکن کسی کھلاڑی پر یہ بھید آجتک نہیں کھلا اور جو کوئی
اس ارادہ سے آیا اوسنے داغ ندامت کا اپنی پیشانی پر کہایا تاج الملوک جب یہ بات دریافت کر چکا بازار میں گیا اور
نیولے کا بچہ مول لیکر اوسکو آستین میں رکھکر سکھانے لگا کہ جہان وہ چٹکی کی آواز پائے وہین بچہ [illegible] کیطرح
آستین سے کود کر باہر آئی جب اسطرح سیکھ سکھا کر وہ طاق ہوا تب ایکروز شہزادہ نے بڑھیا سے یہ کہہ بھیجا کہ
اب اسی کو لیکر میں اوس سے ملتا ہون اگر تو ہزار روپیہ سے میری مدد کرے تو تجارت کرون بڑھیا نے کوٹھری
میں لیجا کر کہا کہ دیکھ بیٹا یہ سب روپے حاضر ہیں جتنا چاہیے اوتنا لے تب شاہزادہ ہزار روپے اوس سے
لیکر اسکی خدمت میں گیا اور [illegible] تھوڑے دنوں میں بہت عزت پائی ایک شخص کا آج بیاہ ہے اگر سرکار سے ایک خلعت
فدویکو مرحمت ہو تو اوس محفل میں جا کے بیٹھون میں بھی امیر نے اپنا ملبوس خاص شہزادہ کو عنایت کیا اور
فرمایا گھوڑا [illegible] بھی جو تیری پسند ہو لیجا تب تاج الملوک حضور کے خاصے پر سوار ہو کر اوس [illegible] کے
دروازے پر گیا [illegible] جب پانو قدم اندر رکھا اس ہیبت سے اسے دیکھا اوسکے منہ کا
رنگ اوڑ گیا گھبرائی استقبال کیلئے دوڑ کے آئی شاہزادہ نے کہا کہ تو ایک مدت سے اس شہر میں
مسافرونکی دمساز رہتی ہے اور عاشق مزاجون کی ہمراز رہتی ہی اور میں کہ اس شہر کے والیکا خواص ہون مجھے
مجھ سے رجوع نہیں ہوتی بہرحال لاکھ تحفہ [illegible] کی بھی نذر کرا [illegible] شاہزادیکو باعزاز تمام جڑاو کرسی پر بٹھایا
اور آپ شکر بجا لائی [illegible] شاطر فلک کے بادشاہ آفتاب کی سنہری نرد کو مغرب کے گھر میں چھپادیا
اور فرشتان کی روپہلی گوٹونکو تخت طاوس پر بٹھایا شہزادے نے کہا میں نے سنا ہی کہ تمکو
نرد کھیلنے سے بڑا شوق ہے آ ایک بازی کھیلین اس مکار نے سنتے ہی نکالکر بساط
نرد [illegible] شہزادے کے کھیلنے سے [illegible] منگواکر دستور قدیم کی [illegible]

رکہا اور لاکہہ روپے کی بازی بدکر پانسا پہینکا پہلی بازی تو شہزادی نی جان بوجہکر ہار دی اور دوسری بازی
بلی چوہی کی مدد سے جیت لی پہر دوسری بازی رکہکر کہیلنے بیٹہے جو ایک پانسا اوسکی خاطر خواہ پڑا اودہر
سے بلا یا چوہی نے چاہا کہ پانسے کو الٹ دے کہ تاج الملوک نی اوسکی بجائی نیولا بچہ پلنگ کی طرح جست کرکی آستین سے
باہر نکالا چوہا تو اوسکی [illegible] دیکہتے ہی کافور ہو گیا اور بلی بہی وحشت غالب ہونی سے چراغ سر سی پہینک کے ہوا ہوئی
شاہزادی نے سہم ہو کر کہا کہ ای عیار تو نی یہ کیا بہگل نکالا ہے باوجودیکہ تیری گہر کو ہر شب چراغ تک بہی
ایک شمعدان بہی نہیں رکہتی وہ اس گفتگو سی نہایت خجل ہوئی غیرت سی پسینی پسینی ہوئی اوسی وقت
چار شمعدان منگوا کر رکہا اور دونون پہر اوسی کام مین مشغول ہوئی کہنے والے نے یون کہا ہے کہ شاہزادہ نے
اوس رات مین ستاکڑور روپیے جیتے اس مین صبح صادق ہو گئی تاج الملوک نی کہا کہ اب حضرت جہان پناہ
کے ناشتی کا وقت عنقریب آ پہنچا ہی اگر مین اس وقت حضور اعلی مین حاضر نہون گا تو موجب قباحت کا
ہوگا یہ کہکر اوٹہہ کہڑا ہوا اور وہ روپے شام کے وعدے پر اوسیکے پاس چہوڑ گیا پہر کی [illegible] آکر
حاضر ہوا شام کی انتظار مین تمام دن جون تون کاٹا سورج کے ڈوبتے ہی سج سجا کی ایک ایسے گہوڑے
اور قدم پر کہ جسکی چال پر [illegible] رشک ہی باد صبا بہی ہر دم دم بہرتی تہی سوار ہو کر اوسکی گہر پہونچا
جب خبر سنکر اوسنی چند قدم چل کر استقبال کیا اور شاہزادیکو بصد تکریم کرسی پر لاکر بٹہایا کہانا کہا چکنے کے بعد
[illegible] روپے کی بازی بدکر کہیلنے لگے کہتی ہین کہ اوس کہلاڑن نی آدہی رات کی عرصے مین قریب کرور کے
جواہر نقد و جنس مین سی ہار دئی تب ششدر ہو کر پیچ و تاب کرنے لگی آخر اثاث البیت کی نوبت
پہونچی وہ بہی تاج الملوک کی ہاتہون ہاتہ لگا پہر اوسنے کہا اب تو تیرے پاس کچہ باقی نہیں رہا
آخر رات کس شغل سے کٹے گی اب پورب اور پچہم کے شہزادی جو تونی قید کئی ہین لا دے پہر بہی ایک بازی کہیل
[illegible] جیتے تو لاکہہ روپیے [illegible] دون نہیں تو وہ سب بہی لیلون اور چاہون سو کرون آخر کو وہ راضی ہوئی ایک پانسے
[illegible] شہزادے نے وہ بہی بازی جیت لی تب وہ بولی کہ اے جوان جوان بخت ایک بار اور مین اپنا نفس

[illegible] ہاتھ آئی تو اپنی سب جنس ہاری ہوئی تجھسے پھیر لون نہین تو تیری لونڈی ہوکر
رہون شہزادی کے طالع کا ستارہ آسمان ترقی پر چمک رہا تہا باتون باتین وہ بہی بازی جیت لی تب وہ بیسوا
اوٹھکر پھری اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی کہ ای جوان خدا کی مدد سے تو نے مجھے اپنی لونڈیون مین ملایا تو
حسین ہے کہ جسکے واسطے روی زمین کے بادشاہون نے تمام عمر صرف کی بخت بلند کی مدد سے اسکو تو نے
ہاتھون ہاتھ پکڑ لیا اب یہ بہتر ہے مجکو اپنے نکاح مین لا اور باقی عمر دولت وحشمت کے ساتھ بسر کر
تاج الملوک نے کہا کہ یہ مجھسے نہو سکیگا مجھے ایک بڑی مہم درپیش ہے اگر حق تعالی کے فضل و کرم سے اوسمین
فتحیاب ہونگا تو البتہ تو بہی کامیاب ہوگی اب تجہی لازم ہے کہ بارہ برس تک میرے انتظار مین پاکیزگی کا
لباس پہنکر حق تعالی کی عبادت مین مشغول رہے اور اپنے کسب سے ہاتھ اوٹھائے اوسنے کہا ای بوستان سرور کے
نونہال ابتک تیرے گلشن جوانی کا شگوفہ نہین پہولا اور بہار شباب کے چمنون پر صرصر کا جہونکا بہی نہین لگا
مجکو بہی اس کیفیت سے مطلع کر کہ مین بہی تیرے ساتھ جبتک میرے قالب مین جان ہے اوسکی مہم [illegible]
سعی و کوشش کرون کہ اب مجکو تیرے بغیر گہر بیٹہنا بہت اچھا نہین [illegible] نادان [illegible]
ہر در و دیوار [illegible] استانکو [illegible] علاوہ اس راز سربستہ کے کہولنے مین [illegible] سے زیادہ
مبالغہ کیا تب شاہزادے نے کہا کہ سن میرا نام تاج الملوک ہے اور زین الملوک شرقستان کا بادشاہ
ہون قضا کار میرے باپکی آنکہین جاتی رہین حکیمون اور طبیبون نے بالاتفاق گل بکاولی کو سوا اوسکے دوا
بتلائی میرے چار بہائی چند روز سے تیری قید مین ہین گل مذکور کی تلاش کو نکلے ہین
خفیہ اونکے ساتھ تہا وہ تو تیرے مکر و فریب کے دام مین پہنس گئے ہین [illegible] سے تجہ تک
پہنچا اور غالب ہوا اب اسکی تلاش مین جاتا ہون اگر گل مقصود میرے ہاتھ آیا تو آیا نہین تو اوسکے پیچہے جان
کہو دونگا اپنی جان سے ہاتھ اوٹہایا اوسنے سنکر کہا ای شہزادے یہ کیا خیال باطل [illegible] مین سمایا اور
اندیشہ [illegible] آدمی کو کیا مجال کہ آفتاب کی منزل تک پہونچے [illegible]

کہ نہ ڈالو تم اپنے ہاتھ ہلاکت کیطرف اور شیخ سعدی شیرازی نے بھی فرمایا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی سب
کوئی مرتا نہیں ہی بن آئے لیکن تو منہ میں اژدہے کی نہ جا شہزادی نے کہا فی الحقیقت یہ بات ہی
حقتعالی نے اپنی مہربانی سے خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کر دیا تھا اگر میں عاشق ثابت قدم ہوں اور میرے
عشق کا جذبہ صادق ہی تو البتہ شاہ پر اوسکے اوس تک میرا دسترس ہوگا مصرع کیا کر سکتی ہے
دشمن جو دوست مہربان ہو وہ تو میرے جیو سے قادر ہی اگرچہ بنی آدم قوت میں دیو سی کمتر ہیں
لیکن فہم و فراست میں زیادہ تر ہیں چنانچہ خداتعالی نے فرمایا ہی کہ ہم نے بزرگی دی ہی بنی آدم کو

حکایت بہمن اور شیر کی
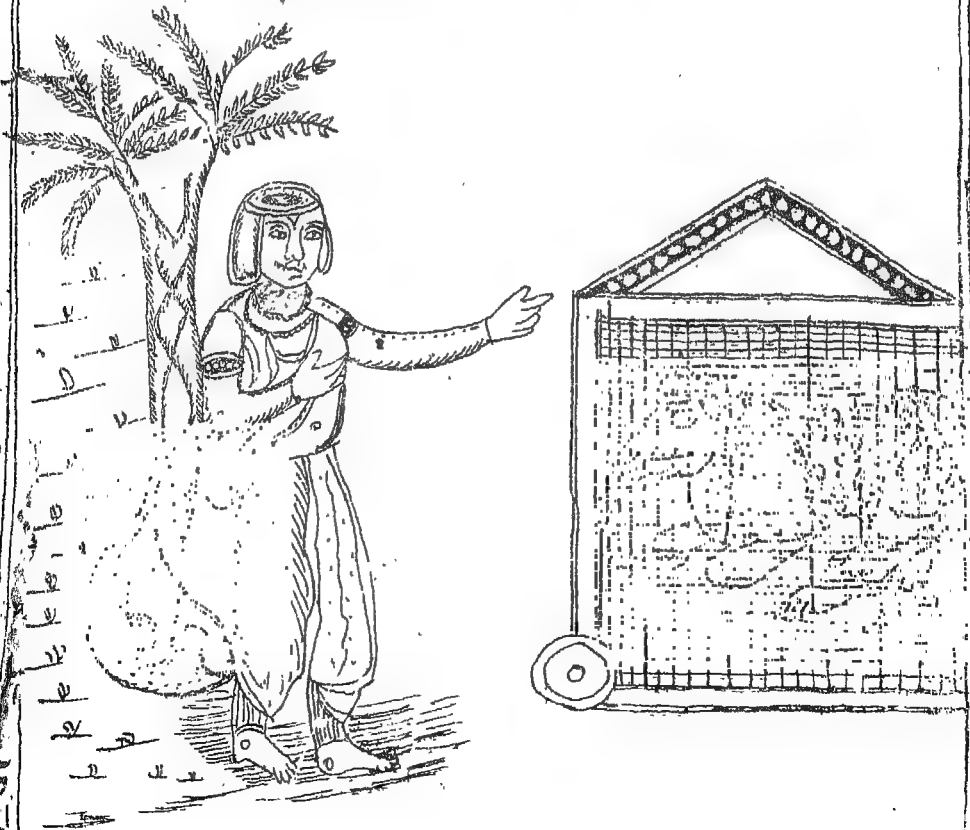
وہ نوبت شاہی یا پہونچی کہ کسی جنگل مین اکیلے ایک برہمن کا گذر ہوا دیکھتا ہی کہ ایک شیر لوہی کی پنجرے
مین بند ہی وہ اوسکو دیکھکر نہایت عاجزی سی گڑگڑانے لگا کہ ای دیوتا اگر تو میری اس حال زار
پر رحم کر اور اس قید سی مجکو نجات دی تو اس جان بخشی کی عوض کسی نہ کسی دن مین بہی تیری
کام آونگا برہمن سادہ لوح کا دل شیر کی بلبلانے پر پسیج آیا مگر عقل کی اسکے کوئی نہ سوجہا کہ دشمن
اسکی بات کا اعتبار نہ کیا چاہیے بے تامل قفس کا دروازہ کہول دیا اوسکا ہاتھہ پاؤن کہولنے ہی خلاصی
ہوتی ہی اوس خونخوار نے اوسکو تہ اندیش گردن سی پکڑکر اپنی پیٹھ پر ڈال لیا اور وہان سی چل نکلا بیت
نیکی کرنی بد و نسلی ایسی ہی جیسی نیکو کسی کی بدی تہرتی وہ برہمن نے کہا ای شیر مین نے تجہسی
بہلائی کی نیکی کی اسکا یہ بدلہ اور تو اوہ بدی کا کہتا ہی مصرع مین نیکی کی گذرا بدی کی تک شیر بولا
کہ ہمارے مذہب مین نیکی کی جزا بدی ہی اگر میری کہنی کا اعتبار نہو تو چل کسی دوسری سی پوچہ لو ان جو وہ کہے
سچ اسی بات پر وہ کو برہمن راضی ہوا اور جنگل مین تہوڑا آگی گیا ایک برگد کا درخت تہا شیر و برہمن اوسکی
نیچی شیر نے اپنی درخواست اوس درخت کے آگی پیش کی اوسکی جواب مین کہا شیر سچ کہتا ہی اسوقت مین آپکی کا
بیدی کو ہوا اور دیکہین ای برہمن سن کہ مین ہمیشہ ایک پاؤن کہڑا ہون اور سب چہوٹی بڑی مسافر دہوپ
سایہ کرتا ہون لیکن جو مسافر گرمی کا مارا ہوا میری سایہ مین آکر دم لیتا ہی تہکا ہوا آیا ہی وہ چلتی وقت
اپنی سر پر سایہ کرنیکو میری ڈالی توڑکر لیجاتا ہی کوئی میری شاخ کی لاٹھی بناتا ہی کہ بہلائی کا عوض
برائی ہی یا نہین شیر نے کہا کہو اب دیکہا کیا کہتی ہو اوسنی کہا کسی اور سی بہی پوچہہ شیر نے چند قدم
آگی جاکر راستی سی پوچہا اوسنی کہا شیر سچا ہی سب شہر کی مسافر مجہہ پر بول کرتا اور میرا اوپر چلتا
پہرتا ہی جب مین اوس سی تہکا ہون تب وہ با آرام تمام اپنی منزل مقصود کو پہونچتا ہی لیکن اسکی بدلی وہ
میری چہاتی پر پیشاب کرتا ہی جانور بہی پہرتا ہی برہمن بولا میری سی اور بہی دریافت کر پہر جو
رضامندی ہو دیکہو پہر سی شیر آگی بڑہا سامنی سی ایک گیدڑ ٹیلی پر بیٹہا نظر آیا اوسنی اراوہ جا کہنی کیا

نجات دیگا لیکن اپنے بہائیون کیواسطے بہت تقید سی کہا کہ جب تک خدا تجہی پہر یہان لاوی انکی حفاظت
قدر واقعی کیجیو یہ کہکر رخصت چاہی تب اوسنے با چشم خونبار یہ چند اشعار پڑہے اشعار آتش سوزان ہجر
نے اس شوخ پری پیدا کیا تہا نقد جان بیکسان کو چہوڑ کر تنہا چلا ❊ تشنہ لب اور ابتسیان اس صدف کو چہوڑ کر
جانب ویرانہ عالم اسقدر دوڑا کیا ❊ چل بسی پہ چار سو باد حوادث تیز و تند ❊ کلبہ احزان مین تہی شمع ہوئی شادی دلہا کیا ❊
تو نہین واقف ہی چلیے سی زمانے کے ابہی ❊ جو وصف اوران نے ندا لکہا تو اب پہر آنکہا حسین تو جاتا ہی
وہ ہی سب ناپید اکنار ❊ ہان میری بات عالم میں ہی انجام حشر مین ہو اسکو دیگا بہلا تو کیا جواب
جب چہوڑ کر اوسکو کہین اپنے شمع نور افزا انجام العبرت تو بہن حالوم کیا کہ یہ مین نے کیا کہا اس بات کا حاصل
یہ ہی کہ دل عرش منزل تیرا ہی و تو بخش تخت بادشاہی کا اور دیکہنے والا نادی اور مجید دکہاتا جب
اوسکی آنکہ اس خلقت ناپاک سے پہری اوسکی بصارت کو زنگ لگا اور دیدہ روشن تاریک ہوگیا اب اوٹہہ اور
سرمہ بینائی ڈہونڈ یعنی گل بکاولی کی تلاش مین کوشش کر لیکن راہ مین دنیای عیارہ کی بازی مین کہ
فریب کا دہندا اسکا ہی مشغول ہونا مبادا وہ فاحشہ پہلے تجکو فریفتہ کرکے تباہی اور بعد اوسکے مکر کی بلی
اور فریب کی چہری کی مدد سی اچہا پالنا اپنے حسب مطلب پہنچیگی اور اچانک تیرے توکل کا سرمایہ آخر ہوجائے
سے تجکو دایم الحبس کرکہے اگر تو صبر کیے بیوفے کی امانت سے اس مکارہ کی بازی طلسم کو وہم سمجہ کر
تو وہ فاحشہ جو بادشاہون و گردن کشون کی ہمنشین ہی تیری فرمانبردار لونڈی ہوکر چاہیگی کہ تجکو اپنے حسن جمال
بہائے پہر اگر تو اسکو نظر التفات سی نگاہ نکرے تو یقین ہی کہ گل بکاولی کا دامن تک تیرا دسترس ہو فقط

چوتہی داستان تاج الملوک کے پہنچنے کی بکاولی کی سرزمین مین اور دیکہنے

راوی شیرین زبان یہ داستان یون بیان کرتا ہی کہ تاج الملوک نے بہانہ فلک تاہ کیا اور جہر ...
پہر خدا کا نام لیکر جلد جلا بعد کئی روز کی ایک ایسی وادی پر پہنچا یہان کہ جسکی انتہا نہی اور کی تیرگی
ذات مین فرق معلوم نہوتا تہا سپیدی اور سیاہی مین ورا ہی نہیا نکیا جاتا تہا وہان جا کر وارد ہوا اور

اپنی حالتکو دیکھ کر دیو کہنے لگا کہ ای عزیز یہ پہلی ہی مصیبت کی لہر ہی تجکو تو ابھی سارا دریا کا دریا تیرنا ہی
ہمت کی کمر چست باندہ اور سمندر کی تہاہ کو اندیشہ مین ڈال دیکھ تو خدا کیا کرتا ہی سبب غواص کرکے
خوف جوکہم پانی سے قدا ایک بھی موتی نہ لگی ہاتھ اوسکے یہ سوچ کر آگے بڑہا اوس صحرا مین جا نکلا جو
قدم قدم پہ تاتہا کانٹا گڑتا تہا ہر گام سیاہ و نالہ کا تہا غرض اوس دشت سے خاین جو جا ہون کی بستی
تاریک تر تھا دن کو نکا سکن پر خطر تہا اگر ایک دم وہان آفتاب آتی تو اپنا نور کہو جاتی ہر طرف اژدہے
بہوکی پیاسی منہ کہولے پڑے تہے گویا خالی گہرون کے دروازی چہالون کے سوا کہین انکی بھوک کی سوا
نہ کوئی آشنا مدت تک شاہزادہ داہنی بائین چارون طرف دوڑتا پہرا چہالیون کی رگڑون سے بدن چہل
گیا ہر ایک عضو سی لہو ٹپکنے لگا یہانتک کہ پہول سے تلوے اوسکے پہول کے کانٹون سے چہد گئے
سکتے ہین کہ شاہزادہ نے ایسی مصیبت اور محنت اوٹھا کر اوس جنگل کو طی کیا اور لاکہون سجدہ
شکرانی کے بجا لاکر آگے چلا سامنے سے ایک نو پہاڑ سا بیٹہا نظر آیا اور وہ سمجہا یہ پہاڑ ہے جب
نزدیک پہنچا دفعۃً اوس ظالم نے اپنے قد کو بلند کیا ہمسر فلک ہوگیا اور مارے خوشی کے بادل سا
گرجکر بولا کہ لقمہ لقمہ جان مین اپنی رزاق کے اور قربان ہون خلاق کے کہ بھیجی ایسا لقمہ لطیف مجھ
دیو کثیف کے واسطے گہر بیٹھے بہیجا یہ کہکے شہزادہ سے مخاطب ہوکر بولا کہ اس ایام جوانی مین تجہے کسنے
عروس اجل کا مشتاق کیا اور حلاوت زندگانی کو تجہہ پر شاق کیا جو تو شہر حیات کو چہوڑ کر پائی خواہش سے
ویرانہ موت مین آیا شہزادہ اوسکی ہیبت سی تہرایا چہرہ کا رنگ تنک سا اوڑ گیا منہ پر ہوائیان چہوٹنے
لگین کہا ای دیو تو میرا حال کیا پوچہتا ہی کہ زندگانی اس دنیا فانی کی مجہہ پر وبال ہوئی ہی اگر مجہکو اپنی
جان عزیز ہوتی تو مین ہرگز اپنے کو موت کی پنجے مین نہ ڈالتا اور تجہہ سی خونخوار کے دام مین گرفتار ہوتا
اب مجہکو زندگانی کی صعوبت سے چہڑا اور بلا توقف میرا کام تمام کر کہ آئی ساعت کی زیست مجہپر ہوئی ہین
قیامت کی بلا ہی ہزیت [illegible] خوشی سے تو میری زیست [illegible] کی ہوتی ورنہ نہین تو ہم نفس بھی ہنسی

جبکہ دیو کو اوسکی درد ایکسیر اوسپر رحم آیا حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کہائی کہ یہ بات زبان
پر لایا کہ ای آدمزاد میں تجہکو ہرگز رنجیدہ خاطر نکرونگا اور سر مو تصدیعہ ندونگا بلکہ اپنی پناہ میں رکھکر
جس مطلب کیواسطے تو نکلا ہے اوسمین کوشش اور مدد کرونگا بس پہر وہ دیو شاہزادی پر شفقت زیادہ کرتا
اور بارہا دلاسا دیا کرتا تاج الملوک میٹھی میٹھی باتین کرکے اوس سے شیر و شکر کے مانند ملگیا اور چاپلوسی اور تملق سے
اوسکو محبت کرتے میں اوتارا القصہ ایکروز دیو مہربان ہوکر کہا تیری غذا کیا ہی میں لاؤں تاج الملوک نے
عرض کی آدمیزاد کی غذا شکر گھی میدہ گوشت وغیرہ ہی چیزیں ہیں یہ سنتے ہی دیو اوٹہہ دوڑا اور ایک
قافلے پر پہونچا کہ جسکے لوگ شکر اور گھی اور میدہ اونٹوں پر لادے ہوئے کہیں سے لئے جاتے تھے وہ لدے
لدائے اونٹ اوٹھا کر شاہزادے کے آگے لے آیا کہا اپنی خورش سے اور اسمین سے کچھ کہا تاج الملوک نے
اونٹوں پر سے وہ سب اوتار لیا اور اونہیں جنگل میں چھوڑ دیا پہر ہر روز اپنے کہانیکے موافق کچی پکی
روٹی پکا کر کہانے لگا اسیطرح چند روز گذرے ایکدن شاہزادے نے کئی من میدہ لیکر اوسمین گھی شکر ملا کر
شیرینی ٹکیہ بہر کی چپاتی اونپر ڈال کے ہاتہ پاؤن سے خوب روندکر گوندا پہر اوس پر سے سوکھی لکڑیاں
جمع کرکے روغنی روٹ سینکنے کا نان تیار کی اور ایک اونٹ کے کباب بہی خوب نمکین بہونے دیو نے دیکھکر
پوچھا کہ آج تو نے یہاں اتنی تکلیف اوٹھائی اور کسواسطے فضول پکر باندہی تاج الملوک نے کہا یہ مٹہائی ہی
ہے تاکہ تم بہی ایکنوالہ اسمین سے کہا کر آدمیون کی کہانیکی لذت دریافت کرو دیو نے ایکبارگی سبکا سب اوٹھا کر
منہ میں ڈال لیا ازبسکہ اسطرح کی کہانیکی اوسنے کبہی لذت نہ چکہی تہی مارے خوشی کے اوچہل اوچہل کر کہاتا تہا
اور بار بار شاباش کہکر تعریف کرتا تہا اور کہتا تہا ای آدمیزاد تو نے مجہے ایسی چیز کہلائی کہ میرے باپ دادے
نے بہی کبہی نہ کہائی ہوگی بلکہ آجتک کسی دیو نے ایسے کہانے کی لذت نہ پائی ہوگی اس روٹی کے ٹکڑے کا
احسان میں ابد تک ملونگا اور دل سے تیرا ممنون رہونگا شاہزادے نے جو اوسکی رغبت دیکہی تو ہر روز
اسی قسم کی روٹی اور کباب تیار کرکے کہلاتا دیو نہایت محظوظ اور خوش ہوتا یہانتک کہ ایکروز خود بخود

کہنے لگا ای آدم زاد تو ہر روز اس قسم لذیذ سی مجھی ایسا خوشنود کرتا ہی کہ اگر میری بدن پر ہر روئین کی
جگہہ زبان پیدا ہو اور ہر زبان سی شکر تیری احسان کا ادا کرون تو بھی نہو سکی لیکن اب تک تیرا کوئی کام
میری ہاتھہ سی نہین نکلا اگر کچھ مطلب ہو تو بیان کر تاج الملوک نی عرض کی کہ مین نی سنا ہی دیوؤن کا
مزاج آدمی ہونے کی طرف اغلب ہوتا ہی اور اپنی بات پر قایم نہین رہتی اگر تم حضرت سلیمان کی قسم کہا کر
مجھے اپنا رازدار سمجھو تو ظاہر کرون تب دیو بولا کہ مین اس بزرگ قسم سی ڈرتا ہون خدا جانی کیا کام لی اگر وہ مجھ سی
نہو سکی تو مرنا پڑی آخرش چار ناچار قسم کہائی اور پوچہا کہو کیا مطلب ہی تاج الملوک نی کہا کہ ایک مدت سی
مجھکو ملک بکاولی کی سیر کا سودا ہوتا ہی اوس سرزمین مین پہنچا دیجیی میری آرزو یہی ہی یہ بات سنتے ہی
اوسنی ایک دم سرد سینے سی کہینچا اور دو ہتہڑ اپنی سر پر مار کر بیہوش ہو گیا بعد ایک ساعت کی ہوش
مین جو آیا ہای ہای کرنی لگا اور ماتم زدون کی صورت بنا کر بولا ای آدم زاد یہ کیا مشکل ہی تیری اجل کا
سر رشتہ میری ہاتھہ مین دیا بلکہ میری حیا کی ناک تیری ہاتھ مین دی گلشن بکاولی پریون کی بادشاہ کی
بیٹی کا ہی ستر ہزار دیو بلکہ اس سی بہی زیادہ اوسکی باپ کی غلام ہین وہ ہر طرف اوس کی ملک کی
پاسبانی کرتی ہین تو ایک طرف وہان سے گئی خاص چوکیدار ہی اوس ملک سی نزدیک ہین اونہون نی
اوس شہر کی چار دیواری کو نہ دیکہا ہوگا کسی دیو ہیات کی کیا طاقت بلکہ صرصر بہی اون دیوؤن کی اجازت
کے بغیر ہوا کی راہ تک نگہبان ہین ممکن نہین کہ پہونچ سکی اور یہان بیشمار دیو رات دن نگہبانی مین
مشغول ہین کہ کوئی پرندہ اوس سرزمین پر نہ جاوی اور زمین کے نیچے جو ہون کا بادشاہ بہی اپنا فوج سی
اور سانپ بچہو کا لشکر زمین پر محافظت کیواسطی مقرر رکہتا ہی تا کوئی سرنگ لگا کر بہی نہ پہونچی بہلا مین
تجھے وہان کیونکر پہنچاؤن اور جو نہ پہونچاؤن تو یقین ہی کہ بسبب اس قسم کی جان سی جاؤن اب تو
ایک کام کر کہ آج پہر اسیطرح سی کہانا پکا دیکہ کر پہر وہ عیب اپنی کیا ظاہر ہو اور میری کوشش سی
تا نہو [illegible] تاج الملوک نی ویسی کیا جب کہانا اوسنی طیار دیکہا چنگہاڑ اوس کا شمال کی طرف

دکرسے تو شاید اپنے مطلب کو پہونچے یہ کہکر قاصد کے بائین ہاتھہ پر بٹہادیا اوسی وادی کا سیا
کیا اور سنگ پشت بحیرت تمام منزل مقصود مین جا پہونچا اور صورت حال کو سلام کرکے شاہزادی کو نامے
حوالے کیا وہ دیکہکر نہایت خوشی سی ایسا پہولی کے کپڑون مین نہ سمائی **بیت** سمائی تہی نہ اپنی پیرہن مین یہ
کلی کیطرح پہوٹے تھی بغلین وہ آخر قاصد کیطرف متوجہ ہوکر کہنے لگی اگر یہ بات مجکو صبح تک کان پہنچا
دیکہتی حضرت سلیمان کی قوم مین اتنا خوش نہوتی جیسا اونسے آپ سے ہوئی اوسکے بعد خط کا لفافہ کہولکر
اوسکا احوال دریافت کرکے جواب لکہا ای برادر مجکو ایکدن بستی کی سیر کا اتفاق ہوا تہا وہان ایک بادشاہ
کی بیٹی نہایت خوبصورت لاثانی میری ہاتہہ لگی اوسکو بیٹی کیطرح مین نے پرورش کیا محمودہ نام رکہا آج
وہ چودہ برس کی چودھوین رات کی چاندنی ہوئی کا سارا ہے اوسکا جوڑا اس تقریب سی بھیجا الحمد للہ
کہ یہ بات خاطر خواہ اونکی ہوئی زیادہ شوق ملاقات والسلام اور خط اوسکے نام پر کو رخصت کیا
پہر محمودہ کو تاج الملوک کے ساتھہ بیاہ دیا ای عزیز روشنی چشم ظاہر بین کی سات پردے مین ہو اور تجلی
باری تعالے کی کو دیکہا لیا ہے ستر ہزار پردے مین ہے اگر یہ ارادہ
ہو کہ وہ پردے درمیان سے اوٹھین تو پہلے اس بت کے نگہبان دیو نفس کا
حجاب بیچ سے اوٹھا کر اوسکو بس پایین کہ وہ لعین ہے گمرہی چہوڑکر محمودہ کے مقام
مین پہونچا سکے لیکن یہ بات یاد رکھ اگر وہ یہی ادنا کبہی تو نیا پکر

پانچوین داستان تاج الملوک کے پوچھنے کی
بکاولی کے باغ مین اور لینا گل کا اور عاشق ہونا بکاولی پر

القصہ تاج الملوک چند مدت محمودہ کی صحبت مین رہا لیکن اوس غنچہ دہن کا دل اوسکی تو بستی نہ کہلا
اوس گل کی پاس شگفتہ ہوکر نہ بیٹھا ایک رات محمودہ نے شاہزادے سی کہا ای ملیہ نشاط شاید آپ ہیون کی
یہی وضع ہی جو رات کو اپنے ہمخوابہ کے گلے لگ کر سو رہین آلگ پڑی رہین بوس و کنار نکرین اور مجہکو
جیسے کے تیسے اوٹہا رکہے ہون تاج الملوک بولا کہ عیش و عشرت اتنا نہین اس سے بہی کچہ زیادہ ہے
مگر کسی کہٹے میٹہے کو جی نہین چاہتا بلکہ جان شیرین بہی تلخ ہے کیونکہ ایک بڑی مہم درپیش ہے اور مینے
عہد کیا ہی کہ جب تک وہ سر نہو دنیا کی تمام لذتون کو حرام سمجہون کسی سی اختلاط نکرون محمودہ بولی
وہ کیا ہی کہ بیان کرکہا مین ملک بکاولی کے دیکہنے کی خواہش رکہتا ہون محمودہ نے جواب دیا خاطر جمع رکہو
انشاء اللہ تعالی کل رشتہ امید کی گرہ ناخن تدبیر سے کہولونگی اور وہ ملک تجہی دکہاؤنگی غرض وہ رات
جون تون گذری جب مہتاب چہپا اور آفتاب نکلا حمالہ دونون کو خوابگاہ سی باہر لائی اور آپ
داہنی بائین زانون پر بٹہاکر شفقت اور الطاف مادرانہ کرنے لگی محمودہ بہی سر و قد اوٹہہ کر آداب بجا لائی
اور عرض کی کہ ای اماجان مین کچہ گذارش کیا چاہتی ہون اگر قبول ہو تو کرون حمالہ نے سر و آنکہون سی
کہا کہ بے تکلف کہو محمودہ بولی کہ یہ ملک بکاولی کے دیکہنے کا ارادہ رکہتے ہین جسطرح بنی سکی انکو

حالانکہ جتنے ہر چند حیلے اور عذر کئے آخرش دیکھا کہ کسیطرح اسکا خیال نہین چھوڑتی ناچار قبول کیا
اور چوہون کی بادشاہ کو بلاکر فرمایا کہ اسیوقت یہان سے بکاولی باغ تک سرنگ کہود کر اس
شہزادیکو میری حیات کا سرمایہ ہے اپنی گود پر سوار کر کے اوس باغ مین پہونچا دو مگر خبردار سر مو اسے
آسیب نہ پہونچے ہرگز اوس کو زمین پر نہ اوتارنا چوہون نے بموجب حکم کے ویسا ہی کیا باغ مین پہونچکر
شاہزادی نے آہستہ آہستہ چاہا کہ اوترکر اوسمین جائے چوہے نے نہ چھوڑا اور ارادہ پھینکنے کا کیا تاج الملوک
بولا کہ اگر تو مجھے اس باغ کی سیر کو جانیدیگا تو بہتر نہین تو مین آپکو ابھی ہلاک کرتا ہون چوہا ڈرا کہ اگر یہ نہ
جانے پائیگا تو مین بھی حالت کی ہاتہہ سے نہ بچونگا ناچار جانے دیا تاج الملوک جاکر دیکھتا کیا ہے کہ سونیکی
زمین پر زر خالص کی دیوارین لعل بدخشانی اور عقیق یمنی نیچے سے اوپر تک جڑے ہین
زمرد کی چمنون کے آس پاس فیروزی کی نہرین گلاب سے معمور جنکو دیکھکر خدائی نظر آتی جاتی ہین
سبحان اللہ کیا سہانا باغ ہے کہ دیکھنے والونکی نظر پر جسکی چمن کی سیر سے شفق پھولی ہوئی نظر آئے
اور پھولونکی رنگ کی سرخی سے گلسرخ آفتاب کا شرمندگی کے مارے پسینے مین ڈوب جائے
دہ تالی انگور کا خوشہ ہر دو مین عقدہ پروین کا رشک پڑتا ہے اور سنبل کا عالم ہرایک سرہ جبین
سمجھ کر جالی بالونکو پیچ و تاب مین لاتا ہے اگر اوسکے گلزار کی شبنم کا ایک قطرہ سمندر مین پہونچے تو مچھلیون
گلاب کی بو آنے لگی جو تالی پرندونکی صدا سنتا کان مین پڑے تو پہرنے سے باز ہے اور اگر زہرہ سنے تو
وجد مین آکر ناچتی ہوئی ماہتاب کی بیت سمیت زمین پر گرپڑے معشوقون کے فندقون سے وہان کے
عناب رنگین تھا اور سرگردانی مین قامت خوبان سی کہین بہتر اوسکے ایوان کے نیچے کا آگرہ
زمین فلک پرواز ہو تو بجا ہے اور مہتاب اوسکی صفائی پر دیوانہ ہے ظرفہ تر یہ کہ لعل
کے درختون مین موتیون کی گچھے ایسے درخشان ہین جیسے خورشید کی گرد مین ستارون کی خوشے
آویزان گلابی کی فوارہ حوضون پر زمرد کی ڈالیان ہوا سے جھک جھک کرین اور بطین کو ہر شب چراغ

انہین تیرتی پہرتی شہزادہ یہ رنگ و ڈہنگ دیکہتا ہوا اوٹّا قدم بڑہائی چلا جاتا تہا کہ ایک دالان
یاقوت کا اور اوسکے سامنی زبرجد کا اور بیچ اونکی ایک حوض مرصع پاکیزہ گلاب سی بہرا ہوا اوسکے
اطراف کی نادون مین جواہر خوش آب کے گچّے دبے ہوئے اور اوسمین ایک پہول نہایت لطیف
و نازک خوشبودار کہلا ہوا نظر آیا تاج الملوک نی اپنی ذہن کی رسائی سی دریافت کیا کہ یہی گل بکاولی ہی
فوراً کپڑے اوتار کر حوض مین کودا اور گل مقصود کو لیکر کنارے پہ آیا پوشاک پہنی اور اوسکو کمر مین باندھ لیا
پہر محل کی سیر کو متوجہ ہوا آگے بڑہتی ہی ایک قصر عقیق یمانی کا نظر آیا دروازے اوسکے ہم پہلو اوسکے
آسمان کی طرح کی تہے اوسکے ہر مکان کی چہت کی آگے دہوپ چہپکی اور چاندنی دہندلی [illegible] کی مانند
شوق کی بال و پر کہولے ہوئے اوسکے اندر بیدہڑک چلا آیا ہر ایک دالان نہایت خوش [illegible] اوسکا
بہت خوب ہوا اوسکی ساخت نئی نئی آئین اور خوش قطع ہر ایک شہ نشین نقش [illegible] دے اوسکو [illegible]
[illegible] کی بیل ستارون کے بوٹے پر سب کے سب چہوٹے ہوئے تہے شہزادہ وہان [illegible] سا
دیکہا ایک چپرکہٹ اور پلنگ پر ایک پری نازنین بجلی سی چنچل مست خواب بیحجاب نظر آئی لال [illegible]
انگیا اوسکی ہوئی کرتی سرخ کی ہوئی پائجامہ ہوا کچہا ازاربند کا لٹکا ہوا نازسی ہاتہہ ماتہے پر رکہے ہوئے [illegible]
نیند مین بیخبر سوتی ہی اوسکے رخسار آتشناک سی زمین و آسمان نورانی آئینہ مہر و ماہ کو ہمیشہ حیرانی اور اوسکی
چشم سیہ مست سی نرگس کو دام پشیمانی لب نازک کی رنگ سی لالہ خونین غلطان اور ابرو کی چاہ سی ہلال
زار و ناتوان معلوم ہوتا اوسکے غنچہ دہن سی کوئی حرف سنے تو اطفال شگوفہ کو بولنے کا سبق [illegible] دے
اوسکے آگے رنگی شب اوسکی زلف مشکین کے سائے مین نہ آئے تو آفتاب کی تیغ شعاع سی مارا جائے اشعار

سرو قد گلعذار عنبر بو | تنگ سینا لب غیرت دل مہرو | کہین پردہ نشین کردہ ماہ پری | [illegible]
[illegible] | [illegible] | وصف کرتا ہی کیا تو اوسکا | [illegible]

تاج الملوک دیکہتی ہی محو ہوگیا ایک ساعت کی بعد جو آپ مین آیا تو انگوٹہی اوسکی ہاتہہ [illegible] اوتار لی اور اپنی

بہاری خلعت اور کئی خوان میوے کے تیار کرکے دونون کو خوابگاہ سے باہر نکالا بہر خلعت پہنا کر
اور میوہ کہلا کر اپنے بائین زانو پر بٹہالیا اور سر سینہ چومنے لگی اس اشفاق پر بہی دونونکا غنچہ خاطر
نہ کہلا تب بولی ای دختر باتمیز اور ای داماد عزیز جو تمنا تمہارے دل مین ہو سو کہو اگر آسمان کے تارے
بہی مانگو گے تو لا دونگی محمودہ نے اوسکا شکر کیا کہ تمہاری توجہات اور عنایات سے
کوئی آرزو ہمارے دلمین باقی نہین اگرچہ تمہاری آتش جدائی بہی چمن عشرت کو جلا دیگی اور تمہاری
مجلس سے رخصت گویا جان کی رخصت ہے لیکن ہر ساعت ہمجنسونکا شعلہ فراق میرے سینے مین
اونے دل و جگر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے اگر حکم ہو تو چند روز کیواسطے ہمجنسونکی صحبت مین جاؤن اور
اونکی اتصال سے اس آگ کو بجہاؤن مصرع کہین ہون مین پرستار ہون تیری ❊ حمالہ نے اس بات کے
سنتے ہی ٹہنڈی سانس بہری اور کہا کہ مین نے اسواسطے تجہے پرورش کیا تہا کہ اپنی آنکہونکو صبح و شام
بلکہ مدام تیرے سرمہ دیدار سے روشن رکہون پر تو کیا کرے حق بجانب تیرے ہے مین خوب جانتی ہون
کہ یہ فتنہ سویا ہوا شاہزادے نے جگایا اگر آگے سے مین ایسا جانتی تو ہرگز تیرا بیاہ اسکے ساتھ نہ کرتی مصرع
ہے گناہ مرا کچہ نہین خطا تیری ❊ قصہ مختصر حمالہ نے دیکہا کہ ہرگز انکا دل یہان نہین لگتا ایک دیو بلا کر
کہ جہان کہین شہزادے کی مرضی ہو باحتیاط تمام تمان پہنچا دے اور انکی سیاہی بہی لادے تو تیری جان
خلاص ہوگی اسکے بعد حمالہ نے دو بال اپنے سر سے اوکہیڑ کر ایک تاج الملوک اور دوسرا محمودہ کو دیا اور کہا کہ جس وقت
تمہکو کوئی امر درپیش ہو تو یہ بال آگ پر رکہنا اور مجہکو یاد کرنا ہزار دو ہزار کوس کی بات مین مین
پہنچ جاتی ہون ایک تو تاج الملوک کی ہاتہ مین محمودہ کا ہاتہ دیکر یہ شعر پڑہا شعر سپردم بتو مایہٴ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را کہنے والے نے یون کہا ہے کہ اسیوقت وہ دیو ہوا کی مانند بجلی سا
تیز دوڑا آیا پوچہنے لگا جہان فرماؤ پہنچاؤن شہزادہ بولا شہر فردوس مین لیجا کہا سو آنکہ بند کر
یہ سنتے ہی اون دونونکو اپنے کاندہے پر بٹہا کر ایک پلمین تاج گڑہ اتارا اور سپاہ انکی تاج الملوک

نے کہا فرا تامل کرین کچھ دیتا ہون جو آواز شہزادیکی بسوا کی کانمین پڑی سنتے ہی دوڑی آئے
اور اونکے قدمون پر گر پڑی پہر سجدہ شکر الہی بجا لا کر بولی شعر ہر موکی جگہ تن پہ اگر میری زبان ہو ٭
تو بھی نہ تیری بندہ نوازیکا بیان ہو ٭ شاہزادی نے اپنے پہونچنے کا حال لکھکر دیو کو دیا اور رخصت کیا
کہ وہ بیابان کی صعوبت دیو ستم پیشہ کی شفقت حمالہ کی مروت محمودہ کی نکاح کی کیفیت گل بکاولی کے
یہہ اُنکی حقیقت مفصل اوس سے بیان کی پہر وہ اوٹھکر محمودہ سے ملے اور بہت سی اوسکی دلداری اور مہماندا
شاہزادی نے وہان چند روز توقف کیا پہر اوسی ملک کر جانے پر مستعد ہوا اسواسطے کہ گل کے پوچھنے سے اون اہل
نظر کی آنکھیں روشن ہون فرمایا کہ اسباب سفر کا تیار کرین کشتیان تیار کرین اہلکار وہین آئین اوتے مین بندیخانے کے
داروغہ نے آکر عرضکی کہ چوبیس شاہزادون کی حق مین کیا حکم ہوتا ہے تاج الملوک صاحب خانہ کیطرف
متوجہ ہوکر بولا کہ ہر چند مین بہائیون کی سفارش کرون لیکن قبول نہ کیجیو جبتک وے تیری مہر کا داغ اپنی
پشت پر نہ کھائین جبرئے زندان بان اونکو لایا تاج الملوک نے بہت سی شفاعت کی کہ اکثر شاہزادے بے سبب چھٹکے
نے چھوڑ دئے ان بیچارونکو بھی اس گرفتاری سے نجات دو کہ خلق مین تیری نیکنامی اور خالق کے آگے
سرخروئی ہو وہ بولی آپ کہین دخل نکیجے مین ہرگز نچھوڑونگی مگر ایک صورت ہے کہ اپنے چوتڑون پر
میرے مہر کا داغ کہائین شاہزادون نے اسکے سوا اور کچھ اپنی رہائی کی صورت نہ دیکھی ناچار قبول کیا
چوتڑ داغوا کے وہان سے چھوٹے اور جہان سینگ سمائے گئے تاج الملوک نے چلتے وقت ایک ایک خلعت
اور لاکہہ روپے خرچ کیواسطے دلوا دیئے اونھون نے اور کسی شہر مین کچھ جمعیت بہم پہونچائے
پہر وطن کی راہ لی تاج الملوک نے بھی دلبر اور محمودہ کو مع اسباب اپنے ملک کیطرف تری کی راہ سے رخصت
کیا اور ایک خط لکھا کہ فلانے شہر مین پہنچکر مقام کرنا مین بھی عنقریب خشکی کی راہ سے پہونچتا ہون ٭

ساتوین داستان اونکی تاج الملوک کے ملنے کی بہائیون سے

اور چھین لینا گل بکاولی کا

کہتے ہین کہ تاج الملوک فقیرون کی بھیس مین پیچھے پیچھے بھائیون کے چلا آتا تہا کہ انکا ارادہ کماحقہ
دریافت کرے الغرض وہ جہان اوترے ہوئے تہے آن پہونچا اور ایک کونے مین بیٹھکر اونکی لن ترانیان اور جہولانیان
جہوٹی جہوٹی سننے لگا یہ کہو وہ البتہ مین ایا کہ یہی سو اپنا منہ دیکہو گل بکاولی میری پاس ہے اور کہا
اوسیوقت اوسکو کمر سے کہولکر اون دونا بازون کی سامنے رکہدیا شاہزادی طیش کہا کر دونے بہلا
اسکو آزماتی ہین اگر تیری بات سچی ہو تو جو ہم چاہین تجکو سزا دین تاج الملوک نے کہا کہ سانچ کو آنچ کیا
سبب بہتر یہ ہے اندہی کو بلا کر پہول اوسکی آنکہون مین ملا فورًا وہ نابینا ہو گیا وہ اس تماشے کو دیکہکر
حیران رہگئی آخر نادم ہوکے پہول ان سب سے چہین لیا اور مارے طمانچون کے اونکا منہ لال کیا
پہر گردنین ہاتہہ دیکر وہان سے نکالدیا اور خرم و شادان وطن کی راہ لی چند روز کی بعد اپنے ملک
کی سرحد مین پہونچے اور ایک ایک کو آگے بہیجا کہ ہمارے آنیکی خبر حضور مین جلد پہنچا وہ اوسکا
حکم فی الفور بجا لایا جب زین الملوک نے یہہ خبر فرحت اثر سنی باغ باغ ہوکر یہہ قطعہ پڑہا

قطعہ تبا دلا مجھی آیا یہ قاصد جانان * کہ دم عیسیٰ کو بہیجا ہے جب دردمان * ہر ایک غنچہ خاطر
کہلا ہے کنعان مین * نسیم لائی مگر بوی یوسف کنعان * حاصل کلام بادشاہ
خود کئی منزل استقبال کیواسطے تشریف لیگئے جب دو چار ہوئے شہزادون نے قدمبوسی
کی اور بادشاہ نے اونکا ماتہا چوما ایکایک کو چہاتی سے لگایا الطاف فرمایا جب شاہزادون نے گل بکاولی
نذر کیا حضرت نے جونہی آنکہون پر ملا وہین تارا سی روشن ہوگئین تب کہا الحمد للہ دیدہ ظاہر کو
پہول نے نورانی کیا اور دیدہ باطن بیٹیون کے دیدار سے منور ہوا اسکے بعد بادشاہ نے جشن شاہانہ
شروع کیا اور شہر مین منادی پہروادی کہ ہر ایک فقیر امیر عیش و عشرت کا دروازہ [illegible] تک کہلا رکہے اور غم والم

آٹھوین داستان بکاولی کے جاگنے کی اور گلاب کے حوض مین گل کو نہ دیکہنے کی اور اوسکے چور کی تلاش مین نکلنے کی

خمخانہ سخن کا ساقی اس پرانی شراب کو نئے پیالے مین یون بہرتا ہے کہ جب بکاولی نے جادو آنکہہ کہولی
اور خواب راحت سے چونکی انگڑائی لیکر درست کرکے پیشواز تار سے بہنی کنگہی سے بالونکو سلجہا دوپٹا
اوڑہا پہر آہستہ آہستہ جہومتی اٹکہیلیون سے حوض کی طرف چلی ہر قدم پر وہ گل اندام اپنے نقش قدم سے
زمین کو پائین باغ بناتی تہی اور گرد راہ سے چشم بلبل مین سرمہ لگاتی تہی جب حوض کے کنارے پر پہونچی
دست نگارین سے گلاب اپنے رخسار پر ڈالنے لگی اور پہر کہا غبار کہ عنبر [illegible] نہا دہوکر گلابچین ملا اور خوشبو
کی جادو نظر چشم مست نازسے دیکہنے بہالنے لگی ناگاہ گل بکاولی کی جگہہ پر نظر جا پڑی ہر چند بغور تامل نگاہ
کی کچہہ اوسکا نشان نظر نہ آیا تب سوسن کی طرح اوس سیم تن کے منہ پر زردی چہاگئی اور غنچہ کی طرح تنہا سموم
غم سے کمہلا گئی دانتون مین انگوٹھی پر آنکہہ جا پڑی حیرت زیادہ بڑہی گہبرا کر دونون ہاتہون سے آنکہین ملنے
لگی اور دل مین یون کہتی تہی یا الٰہی یہ خواب دیکہتی ہون یا عالم طلسم پہر بولی اگر خواب ہوتا تو بہلا مین خاک
[illegible] پس اب صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام انسان کا ہی نہین تو دوسرے کی کیا طاقت کہ اٹہارہ ہزار

بادشاہ قضائے الٰہی سے اندھا ہوگیا تھا اوسکے بیٹے مدت مدید کے بعد بہت سی مصیبت اور رنج اوٹھا
گل بکاولی لائے کہ بادشاہ کی انکھین روشن ہوئین جب بادشاہ کیا کہ برس دن تک اسطرح سب اپنی اپنی
اپنے اپنے عیش و عشرت اور عیش کرین بکاولی نے یہ مژدہ جانبخش سنکر کہا الحمد للہ یا طالعے منزل
پائی محبت نے کانٹی لگی یہ بات اوسی فتنہ انگیز کا یہ مطلب کہ کبھی باہر آئی اور خلعت جائے بہر دریا کے کنارے
جاکر کپڑے اوتار کر بانیمین اوتری نہا دہوکر راہ کی ماندگی کھو کر کلفت دہوکر اور ایک جوان حسین
تنبل پوشاک مردانی پہنکر بادشاہی محلون کیطرف متوجہ ہوئی بازار مین آہستہ آہستہ چلتی تہی جسطرح
چشم سرمہ سا دکہاتی وہی نقش پاکیطرح مٹاتی اور جسطرح تیغ ابرو یا خنجر مژگان دکہاتی اہل نظر کو بسمل کیطرح
تڑپاتی اور جسوقت زلف پیچ کو تاب دیتی تماشائیونکی دلکو پیچ و تاب مین لاتی غرضکہ جو اوسکے سامنے آتا اوسکو
سکتا ہوجاتا آخر تمام شہر مین اوسکے حسن جمال کا غل پڑگیا رفتہ رفتہ بادشاہ کی بھی گوش گذار ہوا چنانچہ
حضور سے ارشاد ہوا کہ اوس غیرت رعنا کو ہمارے پاس لاؤ فقط لوگ حضور اعلیٰ مین اوسکو لیگئے حضرت نے
پوچھا کہو کہان سے آنا ہوا اور تمہارا کیا نام ہے کسواسطے آئے ہو جوان نے عرض کی کہ وطن تو غلام کا عجم
اور نام فرخ نوکری کی تلاش مین آیا ہون اب جہان پناہ کی تفضلات سے امیدیہ ہے کہ حضور کی ملازمت مین
سرفراز ہون تا دعاء دولت مین خاطر جمع سے مشغول رہون زین الملوک نے کہا بہت بہتر حاضر رہو
اور خواصون مین بعزت تمام سرفراز کیا بلا قیدکی پروانگی دی تہوڑے دن اوسی گذرے تھی کہ چار دن شاہزادے
ایک ... سلامی مین آئی بادشاہ نے شفقت سے ہر ایک کو چھاتی سے لگاکر سر و انکھین چومیں
... بیٹھنے کو ارشاد کیا وہ تسلیم کرکے بیٹھ گئے بکاولی نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہین وہ بولا
تم ... بادشاہ کے بیٹے ہین تب اوسنے ہر ایک کو قیافہ سے سونکو امتحان کی کسوٹی پر کسا
لیکن کہرا نہ پایا سراپا کہوٹا ہی نظر آیا پوچھا کہ بادشاہ کا کوئی اور بھی بیٹا ہے جوان کے ساتھ گل بکاولی
لیگیا تہا اور ... اوسکو کوئی نہین جب اوسنے ثابت ہو کہ بادشاہ اوسکو بیٹا نہین گنتا نہ ...

لکھتے ہین کسکی سعی سے اور ظاہر ہین کسکی او مین تھی عاشق اور معشوق کی سعی کا جواب دون

نوین داستان حمالہ کی پونہچنی کی تاج الملوک کی پاس دیوؤن سمیت اور بکاولی کی سی حویلی او باغ تیار کرنی مین

جب تاج الملوک کسی اون نا عاقبت اندیشون نی گل بکاولی چھین لیا وہ بیچارہ دل مین پیچ و تاب کہا کر
رہگیا مثل ہے کہ قہر درویش بجان درویش سو ہر کچھ فہمون کی پیچھی پیچھی بعد روز کے اپنے باپ کی شہر مین جو ایک
منزل جو وہ ہندو کا مسکن تھا وہین آ پونہچا اور چقماق سے آگ جہاڑ کر حمالہ دیو کا دیے ہوئے بال کو وہ سپر
رکھا یا تو تہائی بھی نہ جلا ہوگا کہ وہ اٹھارہ ہزار دیوؤن سمیت آ پونہچی اور تاج الملوک کو فقیر کی بہیس
مین دیکھکر آنکھ ہو گئی کہ ای شہزادی تیری یہ گت کو کیا کیا اور تونی اپنا حال کیا بنایا تاج الملوک بولا کہ
انکی توجہ سے سب طرح خیریت ہے لیکن ایک کام مجھکو نہایت منظور ہی او بادشاہ کی تدبیر مجھسے نہین ہو سکتی اسکو اجھی

اونکو مصلح وہی ہی حالہ سے کہا ای عیار ہاں نہ بنا وہ کونسا کام ہے کہ مین جلد کہ تاج الملوک نے
عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ اس جنگل مین ایک محل و باغ کہ ہوبہو بکاولی کے قصر اور باغ سا ہو بنا
تم جسطرح سی جانو جلد بنوا دو وہ بولی ای شاہزادے یہ کتنی بڑی بات ہی مگر مین نے تو اوسکے باغ اور عمارت کو دیکھا
نہین پہلا بن دیکھی مکان کا نقشہ کسطرح بتاؤن اور سیکڑون عقیق یمانی کے لئے اور ہزارون سونے
روپے اور جواہر بیش قیمت کیواسطے ہر چہار طرف بہیجے دیوون نے تین دور کے عرصے مین جواہرات وغیرہ جو
چاہیئے تو وہ سے لگا دیے پہر شاہزادہ جسطرح بتانے لگا اوسیطرح وہ بنانے لگے پہلے تو دو دونیم کی
کہود کر پہلے نیک شی اوس مکان پر زر خالص پہیر دیا ور اوسی قلعہ طلائی پر جڑاؤ عمارتون کی بنا ڈالی غرض ہو
دو تین مین بنائے قصر اور اوسی طرحکا باغ جواہر نگار جڑاؤ نہرین نہار درختون سمیت زبرجد اور یاقوت کی دو دالان
عالیشان آمنے سامنے بیچ مین اونکے ایک حوض مرصع اوسی قطع کا گلاب سے بہرا بنایا پہر ایک مکان مین فرش
فرش اوسی رنگ کا بچہایا حاصل یہ ہے کہ جتنا جواہر سونا روپیا دیو لائے پہر اوسمین سے آدہا مکان بنانے کے
بنانے مین خرچ ہوا چوتہائی کارخانجات کی تیاری کو دیا باقی خزانے مین داخل کیا جب عمارت سب بن چکی
ریخ اوٹہایا اوکہا بسہا اسکے سوا دیوونکو آدمیون سی کمال مخالفت تہی برعکس ہین نے تجہسی محبت کی
اور کس شفقت سے پالا اور پرورش کیا علاوہ اسکے بکاولی کے ملک مین کہ آج تک کوئی
نہین گیا تجہی پہنچایا پہر بسبب اس حرکت کے کہ جو تجہسے وہان ہوئی اوسکی تاثیر ہی مین نے
کیا کیا صعوبت اور حرمت اوٹہائی سو یہ محمودہ جانکی خاطر سے ایسا ہو کہ اوسکا دامن ہوای روزگار سے
غبار آلودہ تم لیکر رخصت ہوئی اوسکے بعد جس مقام مین محمودہ اور دلبر کو استقامت کیلئے فرمایا تہا
اوسیطرف شاہزادہ بڑے ٹہاٹہہ سے گیا اور اون کو سرا و عمارت مین
سوار کیا پیچھے پیچھے خواصون کے مہافے رتہین جہبر کا بخوبی سلطانے
بانات کے

کہ ساری عمر اسی کام مین اور اسی بیابان سے لکڑیان لیجاتے گذری لیکن آبادیکا یہان نشان
نہ دیکھا نہ سنا سامعلے نے کہا اے اہم آگے چلو تو دیکھو میری کہنے کا کچھ اثر ظاہر ہو تو بہتر نہین تو تمہارے پھر آنیکا تو
بالیقین ہوگا نگر ہارے انعام کے لالچ سے سامعلے کے آگے ہولیے پھر تھوڑی سی دور جاکر سب ایکبارگی ہکا
بکا ہوگئے کہ شعبدہ بازون سے شیطان لاحیم ای ہیان تم ہمکو آگ مین کیون جھونکنے کو لیے جاتے ہو جو یہہ ہین ہم
اور تمہارے بیچ مین جو کچھ اکرام سب ہمین منظور ہے ہم پایا سامعلے نے کہا یہ شعلہ آتش نہین ہے بلکی
جو اسرار کی جھلک ہے تم ہرگز اندیشہ نکرو اور میری ساتھ چلے آؤ وہ اوسکے کہنے سے کچھ اور بھی بڑہے
ایسے آگے ساری زمین سونے کی نظر آئی سب نے اوسکی بات سچی پائی قدم اوٹھائی بیدھڑک چلے آئے
در مقصود پر اونکو لیگیا تاج الملوک نے ایک ایک دہقان کو بیش قیمت خلعت ایک ایکسو دیکر رخصت کیا وہ منہ بولا اگر تم
پھر آیا کرو تو اس سے دونا ہر سال پاؤ کروڑون ہو جیت ہیں کہ جو ایسا انعام پایا اور تاکیدہ ایسا نہ ہو کہ ہان وطن کو جو
جائے ایکبار وہان آتا جیسا اوسکی سپاہ مین بھلی ورجہا بجا منتشر ہوئی غرض جو کوئی اوس شہر سے دیکھنے جاتا
ہرگز وہان سے پھر گھر نہ آتا اور وہین رہتا اور کوتوال شہرستان کا روز رعیت کی بھاگنے کی خبر کہ
حضور مین کہتا تھا چنانچہ ایکدن اوسنے خبر دی کہ آجکی رات ہزار گھر اہل حرفہ کے خالی ہوئے اور وہ
بھاگ گئے وزیر نے کہا کچھ یہ بھی تو جانتا ہے کہ کہان جاتے ہین تب وہ بولا کہ غلام نے سنا ہے کہ کسی دیو زاد نے
جنگل مین دس کوس تلک نئی زمین بناکر اوسپر اسطرح کا شہر آباد کیا ہے اور ایک قصبہ نو باغ کی طرح
ایسا بنایا ہے کہ وہی زمین پر ویسا دوسرا نہین دیکھتا ہے یہ مطلع سنا ہے شعر اگر فردوس بر روی زمین ست همین ست
همین ست و همین ست اور اوسکی دریا دلی سخاوت کی وہ ہے کہ نام حاتم طائی کا آجوی زبانسے بھلا دیا اور پاسنے
اوسکی بجز عدالت کا بعید نہین کہ نقش عدل نوشیروان کا لوح جہان سے مٹا دے وزیر نے اسبات کو
بادشاہ کو کہا جو کام کہ طاقت بشری سے باہر ہو انسان کی کیا مجال کہ کر سکے کوتوال نے کہا حضور نے سنا ہے کہ
مشہور خبر ہوتی ہے جو ... تاریخ بھی جیتا دیکے عورت کو مرد بنا سکتا ہے اور مرد کو

کہ عورت وہ اگر دولت دنیوی کو منزلہ ایک عورت سمجہیں کہ سبب سے کسی چیز کی طمع کر دی تو عجب کیا ہے
شوہر سے پوچہے صحیح ہوا ہے کہ یہ پیر کیون وہان بی بی بس ہے اوسکی دینی کو کیا آپنے اوس شاہزادی کا قصہ
سنا ہے ایک پری علامت مرد بیلے اپنی شادی کی تہی نہین سنا وزیر نے کہا وہ کیونکر ہے **حکایت**
کوتوال نے عرض کیا کہ اگلے وقت مین ایک بادشاہ تہا اوسکے محل سرا مین سو نڈیان صاحب جمال ہمیشہ ان
تہین مگر کسی کے اولاد نہوئی تہی خدا کی قدرت کاملہ سے ایک حسین اور نوجوان کو اوسمین سے حمل رہا نو
مہینے کے بعد اوسکے لڑکی پیدا ہوئی اوسیطرح تین بار جنی مگر لڑکا پیدا نہوا جب چوتہی بار حمل رہا
بادشاہ نے قسم کہائی کہ اگر اس مرتبہ بیٹی جنی تو اوسکو اوسکی ماں سمیت جانسے مار ڈالونگا تقدیر سے پہر لڑکی
اس پہر بہی لڑکی پیدا ہوئی لیکن نہایت خوبصورت پری طلعت اوسکی ماں نے جانکے خوف سے لڑکا مشہور کیا
اور منجموں سے بہی تاکید کی کہ بادشاہ کو سمجہا دو کہ دس برس اس لڑکے کا منہ دیکہنا آپکو اچہا نہین چنانچہ
منجموں نے بادشاہ کی خدمت مین اسطرح عرض کی حضرت نے بہی مانا اور ویسا ہی کیا القصہ جب لڑکی ہوشیار
ہوئی اور اوسکے دیکہنے کے مشتاق ہونیکی تہوڑے دن رہی جب اوس نے بیٹا کہلانیکی وجہ اوسکو سمجہا دی اور کہا کہ
بیٹی تو بادشاہ کے حضور مردانی وضع سے آیا جایا کیجیو کہ میری اور تیری زندگی رہے اور جان بچے چنانچہ
لڑکی ایام معہودہ کے بعد بادشاہ کی خدمت مین کبہی کبہی آتی جاتی مجرا کرکے جلد ہی چلی آتی اور
دیتیک رہتی آخر اوس خبر مرگ کی بسبب سے بادشاہ کی بیٹی سے کی جب ثابت ہوئی تردید کی ان
آ پہنچے بادشاہ نے اوسکو لباس شاہانہ پہنایا اور سونیکی ہودی پر بٹہایا تجمل بادشاہی سے خود طلوع کے
ملک کو روانہ ہوا لڑکی کبہی اوس حالت سے ہنسی اور کبہی روئی ایک رات کسی ویرانہ مین اتفاق سے کا
سبب لڑکی ڈر سے سہم گئی کہ آخر کار ننگا ہوئی وبال جان ہوگی چپکی اوٹہکر اوس
بیابان مین چلی گئی اس ارادے سے کہ کوئی درندہ کہا جائے تو جانے
راستے ایک درخت کے تلے کہ وہ دیو کے رہنے کا مکان تہا پہونچی وہ اوسکی حسن دیکہ

ہو گیا اور آدمی کی صورت بنکر لڑکی کے آگے آکر اوسکا حال پوچھنے لگا اوسنی ساری حقیقت بیان کی
یہ سنکر دیو کا دل بھر آیا اور بولا اگر تو امانت مین خیانت نکرے اور اسپر قول دے تو اپنے آلت کسی حکمت سے
تیری لگا دون اور تیری علامت آپ اختیار کرون لڑکی دیو کے کہنے کی موافق عمل مین لائی اوستی وعدہ
پورا کیا پھر وہان سی خرم و خندان وہ اپنے شہر سے آئی کئی روز کے بعد برات اپنی منزل مقصود کو پہنچی
اور شادی بھی فراغت کر کے ۞ بادشاہ اپنے ملک کو پھر آیا شاہزادہ نقلی چند مدت وہین رہا جب اوسکا ایک
لڑکا پیدا ہوا تب قصد وطن کا کیا اور منزلین طے کرنے لگا جب اوس جنگل مین پہنچا اوسی درخت کے نیچے
گیا کیا دیکھتا ہے کہ دیو بڑے پیاک کے بھیس مین روی شکل بنائے بیٹھا ہے شاہزادہ نے کہا ای دیو مین نے
تیری مہربانی سے اپنے دل کی مراد بھر پائی اب اپنی چیز لے اور میری مجھی کو دے دیو نے کہا اب مین اس کام سے گذر گیا
تقدیر مین یہی لکھا تھا تب اوسنی پوچھا وجہ اسکی کیا ہے مفصل بیان کر وہ بولا کہ مین اسی صورت سے تیرا منتظر
یہان بیٹھا تھا ناگاہ ایک دیو بیاہ سا آیا اوسکے دیکھنے سے مجھپر شہوت غالب ہوئی اور ماری مستی کے
رہ نسکا اوسنے بھی دیکھ کر مجھی چھاتی سے لگا لیا آخر شربت وصل پلایا مین اگر اب علامت مردی کی
لگا دون تو جننے کے وقت جی سے جاتا رہونگا اون اسکے سوا یہ عقدہ مجھپر کھلا کہ مردون سے رنڈیان شہوت
مین زیادہ ہین اچھا اپنی راہ لے مین نے اپنی چیز یعنی آلت کیر تجھی کو بخشا وزیر نے کہا خدا کی قدرت سے ہو اور
ہے جسمی کچھ اسمین شک نہین لیکن محال چیزونکا آدمی سی موجود ہونا عقل مین نہین آتا کوئی دانا اسکو نہین
مانتا شاید تو نے چڑے او نعیر کی کہانی نہین سنی کوتوال نے عرض کیا فرمائیے

حکایت وزیر نے کہا حضرت سلیمان کے عہد مین چڑیا کا جوڑا ایک روز راہ مین بیٹھا دانہ کہاتا تہا ناگاہ
فقیر جبہ پوش کو دور سے آتے دیکھا مادہ نے نر سے کہا خبردار دشمن آتا ہی ایسا نہو کہ پنجہ بلا مین
گرے نر بولا کہ اس خلق اوسی کچھ اندیشہ نہین جو خدا کی راہ پہ چلتے ہین وہ کسی کے ایذا کے روادار نہین ہوتے
نہین یا تو نہین تھی کہ فقیر آ پہنچا اور بغل سے ایک سوٹا نکال ایسا پھینک مارا کہ نر کا ایک بازو ٹوٹ گیا

غرض حال اس ظالم کی ہاتہہ سی بہاگ کر گرتا پڑتا حضرت سلیمان بادشاہ کی پاس گیا پہلے تو جا کر دعا دی پہر
یہ عرض کی کہ فلانے درویش نے بی تقصیر میرا بازو توڑ ڈالا ہی بادشاہ نے فرمایا اوسکو حاضر کرو
چنانچہ حضور مین اوسی لے آئے تب حضرت نے غضب ہو فرمایا کہ تو نے اوسکو کیون مارا اسے
اوسنی عرض کی کہ اگر مین نے اوسکو مارا تو کیا ظلم کیا کیونکہ انسان کی خوراک ہی یہ سنکر چڑا بولا کہ اگرچہ مین
بیچارہ چہوٹا سا جانور ہون پر اسقدر مجکو شعور ہی کہ اپنے دوست سی شیر و شکر کیطرح رل جاتا
ہون اور دشمن سی کڑی کمان کی تیر کیطرح بہاگتا [illegible] دیا پیوندی گدڑی دیکہکر مین نے جانا تہا
کہ تو خدا کی راہ پر کسی کے حق مین بدی نکریگا لیکن اب عجیب کہلا کہ تیرا نہانا شیطان ہی اور گدڑی
مین فقط مکر و دغا بہرا ہے اب اسکو اوتار رکہہ کہ اور کوئی میری طرحسی فریب نکہاوی اور تیری دام
مین نہ آ جاوی چڑیکی یہ باتین حضرتکو نہایت پسند آئین فقیر کو لعنت ملامت کر کی نکال دیا بعد چندروز کی
[illegible] مین جاتا تہا کسی درویش نے کسیطرح اوسکو پنجرہ مین پکڑ کر بند کیا چڑا سمجہا آج کی تو جان پر آ بنی
[illegible] لیکا امید خدا بیچنے سے میرے تجکو چندان نفع نہوگا اور کہا کسی ہی [illegible]
بیٹھا [illegible] چند سخن کہ ہر ایک گوہر بی بہا ہی اگر مجکو چہوڑ دی تو کہون یہ سنکر فقیر بہت خوش ہوا
پنجرہ سی نکال دیا پاؤن پکڑ کر ہاتہہ پر بٹہایا اور کہا تو کہو چڑا بولا کہ ایک تو یہ کہتا ہون کہ خدا چاہی تو پتہر اونٹ
کی قطار سوئی کے ناکے سی نکل جاوی یہ بات سچ ہی خدا کی قدرت سی دور نہین پر یہ آدمیکی سعی سی ہرگز
اعتبار نکیا چاہئی دوسری یہ کہ اپنے اختیار مین نرہی اوسکے واسطے غمگین ہوا نچاہئی ای درویش
چہوڑ دی تو اور کہون آزاد کی اوسی آزاد کیا چڑا اوڑ کر ایکدرخت کی ڈالی پر جا بیٹہا اور بولا فقیر تو بڑا
احمق ہی کیا تیری عقل ماری گئی جو ایسا شکار ہاتہہ سی کہویا میری پیٹ مین ایک لعل بی بہا ہی اگر تو مجہے
مار کہاتا تو وہ بہی تیری ہاتہ آتا درویش یہ سنکر ہاتہ ملنے لگا اور یون کہنے لگا ای پرند بہلا ہمین اس لقمہ
[illegible] اور باتین تو کہو چڑا بولا کہ تیرا دل [illegible] مجکو [illegible] کہ میری باتین اوسپر اثر نکرتین [illegible] حق

کہلے ضایع کرو ان مثل مشہور ہی کہ اندھے کے آگے رو اپنی آنکھین کہو وا سے نادان ابھی تو مین نے
تجھسی بات آہ جو چیز اپنی قبضی سے نکل جائے اوسکی واسطے پچھتانے اسی دم تو قبول کیا اور یہ نہ ... یا
کہ مین نے لعل ہاتہ سے نکلا ہوگا یہ کہکر تو چڑیا اوڑ گیا اور فقیر نے مایوس ہو کر گھر کا رستہ لیا اس بات سے
اپنی غرض یہ ہی کہ خدا کو سیطرح کی قدرت اور طاقت ہی انسان کو چاہی کہ سب تحقیقات بادشاہوں کے
خوابوں کی بابت کچھ عرض معروض نکرے اسواسطے تجکو لازم ہے کہ پہلے تو جا کر اپنی آنکھوں سے
دیکھ آ پھر عرض کر

گیارھوین داستان جانی زین الملوک کی لشکر اور ارکان دولت کے ساتھ ضیافت کھانیکو تاج الملوک کے مکان پر
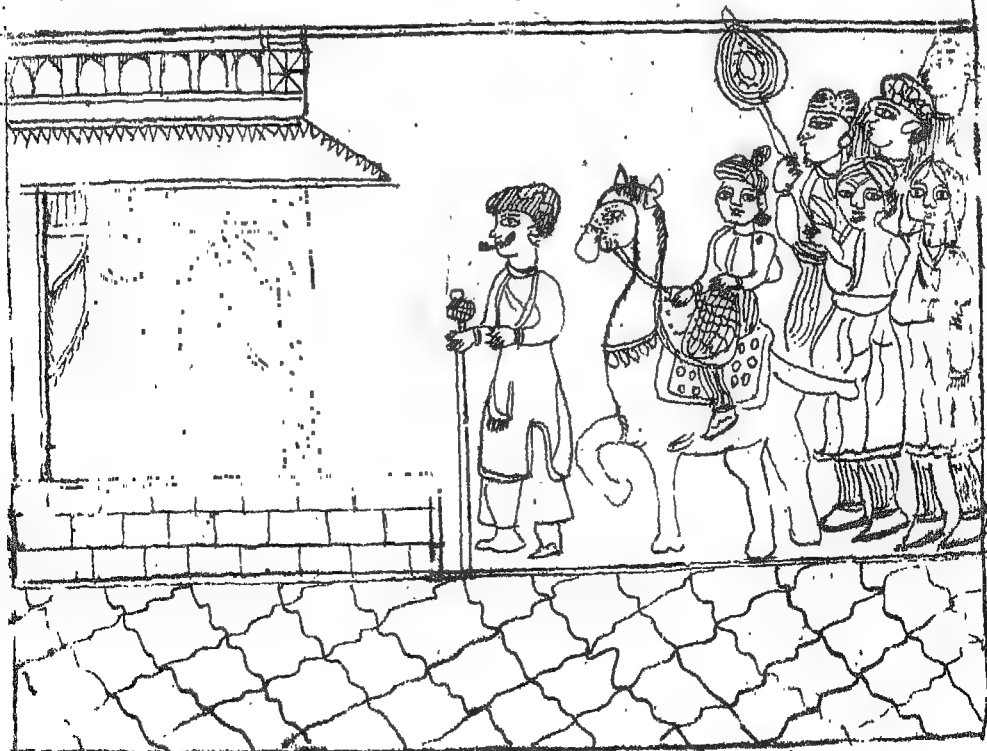
آخر کوتوال نے وزیر سے رخصت لیکر ملک نگارین کی راہ لی جب تھوڑی سی راہ طی ہوئی ہر اول پکارا اوٹھا
اس جنگل مین ایسی آگ لگ رہی ہے کہ اوسکے شعلے آسمان تک پہونچتے ہین اتنے مین سواری کچھ اور
آگے بڑھی سونے کی زمین نظر آئی اور جڑاؤ عمارت جب ظاہر ہوا کہ جسپر آتش کا گمان کیا تھا وہ یہی ہی
شعلے تھے وہ اوسکی چمک تھی اتنے مین جو کوتوال کے آنے کی خبر سنی فرمایا کہ حضور نکو بہر وفاداری
پہونچاؤ وہ اوسا نی یاقوت کی دالان مین تھا و اہلکار حسب الحکم کوتوال کو حویلی مین لیگئے وہ جسطرف
آنکھ اوٹھا کر دیکھتا تھا جگمگاہٹ سی جواہرات کی چکاچوند لگ جاتی تھی بعد ایک ساعت کی تاج الملوک نے
ہی تخت شوکت کو زینت بخشی کوتوال اونکا آداب بجا لایا اور مدح و ثنا کی بعد عرض کرنے لگا جب
حضرت کی مکان بنانے اور ملک بسانیکی اس جنگل مین خبر شہرستان کے بادشاہ کی جناب مین پہنچی تب اس خانہ زاد
کو تحقیقات حال کے لیئے بھیجا ہے گستاخی معاف اگر آپ کے دل مین خواہش سلطنت کی اور ارادہ فساد کا ہو
تو اوس سے بھی کچھ وسواس نہین والا طرح بنانیکی کا کھٹکا نہین اگر بارگاہ سلطانی مین حاضر ہو جیئے تو
وہ ملوا دینگے ایک ساتھ مین نہین رہتے ہین اور نہ دو بادشاہ ایک ولایت مین تاج الملوک یہ سنکر بولا نہین تو
اس حیوانات کو وطن مین آیا ہون تکا وہ بنائی ہے حق تعالی کی بندگی مین مشغول رہتا ہون خواہش بادشاہ

مطلقا نہین ملکہ دعوی دولتخواہی کا کوتوال نے جو یہ کلمۂ شائستہ سنے خوشی خوشی رخصت ہوا اور جو کہ دیکہا
سنا تہا وزیر سے مفصل کہا وہ سنکر ایک لحظہ تو بحر فکر مین ڈوبا رہا پہر بادشاہ کے حضور مین جا کر کیفیت اوسکے
عشق و فسق کی بعضو نے تو سچ جانا اور کتنون نے جہوٹہ سمجہا نا بکاولی کہ زین الملوک کی خدمت مین حاضر تہی یہ بات
سنکر دلمین کہنے لگی الحمد للہ اتنی مدت کے بعد عقدۂ البتہ کی صورت کشایش اور شب ناامیدی سے صبح
آسایش ہونیکی شکل نظر آئی بیت طپش دل نے خبر یار کے آنیکی * خوش ہوا ہے چشم کہ یہ زمزمہ افواہ
نہین * بادشاہ بہی اس ماجرے کو وزیر سے سنکر ایک ساعت گریبان تفکر مین سر ڈالے رہا اوسکی
بیعقل یا ایک آدمی صورت ہے تو ایک آیت ہے زوال سلطنت کا موجب ہوگا وزیر نے آداب بجا لا کر
عرض کیا کہ عقلمندون نے کہا ہے جس دشمن سے لڑائی مین زبر آسکے اوس سے دار و مدار کرکے کجا
بیت خوشی سے جو بر آوے کام کی پہ کیجے نہ تندی و گردنکشی * اب تدبیر یہ ہے کہ قبلۂ عالم اوس
اخلاص بہیجا دین اور رشتہ محبت کا اوسکی گردن مین ڈالین بادشاہ نے فرمایا تیرے سوا اور کسیکو اس
بات کے لایق نہین دیکہتا ہون تو ہی وہان جا اور رابطہ اوس سے بہم پہنچا لیکن وہ کام کیجیو کہ سانپ
بہی مرے اور لاٹہی بہی نہ ٹوٹے یعنی میری شان نہ گہٹے اور با اخلاص ہے وزیر خجستہ تدبیر بموجب حکم کے
پہرے کر وہ سے روانہ ہوا جب تاج الملوک کو اوسکے آنیکی خبر پہنچی ارشاد کیا کہ فرش و فروش
کی تیاری نئے سر سے کرین حوضونکا گلاب بدلوائین فواری چہڑوائین اور اوسکو لعل بدخشانی
کے دالان مین بٹہائین جب وہ آیا اہلکار اوسے سطح محل مین لائے شہزادہ آپ بہی وہان رونق
افروز ہوا اور ایک گہڑی پیچہے بیٹہا وزیر نے اوٹہکر مجرا کیا دعائین دین پہر التماس کیا آپکے اس سے
آنیکی بادشاہی نیازہ حضور مین حاضر ہوا ہون اور ساتہ اونکا پیام محبت انجام حضور کے محل مین پہنچا یا
اوصاف پسندیدہ بہی بہت سے بیان کئے بادشاہ کی آتش غضب کو سرد کر دیا بلکہ شیفتہ عالم کو خدمت
کی ملاقات کا مشتاق کیا اس سے کیا بہتر ہے کہ دو شخص فیض و عطا کر اور روز با ہم دوستی

باہم میں تاج الملوک نے کہا جو پیام کہ میری طرف سے لازم تھا حضرت جہان پناہ کیطرف سے آیا بسر و چشم
مجھے قبول ہے میری بھی آرزو یہی تھی پھر وزیر نے عرض کی انشاء اللہ تعالی بعد ایک ہفتہ کے لذیذ
اور خوشگوار جواہر نگار باسنوں میں نکالا کر چاندی سونیکے خوانوں میں لگا کر نعمتہا سفرے میں لایا
اور دستر خوان زربفت کا بچھوا کر کھانا چُن دیا شہزادہ نے وزیر کے ساتھ نوش جان فرمایا
اسکے بعد ارشاد کیا کہ وزیر کے ہمراہیوں کو بھی تقسیم کرو لیکن ظروف نقرئی اور طلائی پھیر نہ لیجیو جب لوگونکو
کھانے سے فراغت ہوئی وزیر رخصت ہو کر شرقستان کو روانہ ہوا شتاب حضور والا میں پہنچا تمام
ماجرا مفصل ظاہر کیا کہتے ہیں اونھیں دنوں میں تاج الملوک نے ایک رات حمالہ کے سر کا بال آگ پر رکھا
وہ اوسی دم ہزاروں دیوؤں سمیت وہاں آ پہنچی تاج الملوک و محمود وزیر نے اوٹھکر سلام کیا اوسنے دونوکی
بلائیں لیں چھاتی سے لگایا ماتھا چوما خیر و عافیت پوچھی تاج الملوک نے کہا آپکی سلامتی میں سب طرح کا
چین و آرام ہے سفر سے کچھ غم نہیں اور کسی چیز کی کمی نہیں لیکن کل ضیافت بادشاہ شرقستانکو مقرر ہوئی
ہے وہ یہاں تشریف لائیں گے میری خواہش یہ ہے کہ اس سرزمین سے اونکے شہر تک زمین باقی اور
مخمل سرخ اور سبز کا بچھوا دو اور کوس کوس بھر پر خیمے قاقم اور سنجاب کے ڈلوا دیں اونکی کلابتونی ہو دیو ہا
اور اطلس کے چوبیں گنگا جمنی خیمیں طلائی نقرئی ہوں استادہ کردو مگر اس افراط سے ہوں کہ بادشاہ
کی ہر ایک چھوٹے بڑے امیر کو جدا جدا آرامگاہ میسر ہو کہ محلی بالطبع رہے حمالہ نے دیوونکو حکم کیا اونہوں نے
تمام رات میں ویسی ہی تیاری کر دی اور آپ اپنے ملک کی راہی ہوئی صبح کیوقت شرقستانکے بادشاہ نے
بموجب اقرار اپنے وزیروں امیروں کو حکم کیا کہ بھاری بھاری زرق برق کی پوشاکیں پہنکر سوار ہوں اونکا
لباس گوناگون اور ہتیار بوقلمون سے آراستہ ہو کر داہنی طرف رہے اور ایسا ہی سجا سجایا بائیں طرف
اور ایک غول سواروں کا مسلح آہن پوش بنا ہوا آگے اور ہاتھیوں کا حلقہ [illegible] ہر دو پہلوے [illegible] اور عماریوں سے
چھپے سنہری روپہلی نشان [illegible] چمکتا ہوا ہاتھ میں لیکر [illegible] القصہ

اس ہیبت سے سواری کے سامان تیار ہوئے جہان پناہ ایک جڑاؤ عماری مین سوار ہوئے اور بجاؤ کی چھڑا
لباس نہایت پُرتکلف اور جواہر پہنکر کمر ازر و محکم باندھکر خواصی مین آ بیٹھی چار دن شہزادی کی خلعت
شاہانہ زیب بدن کرکے زرق برق سے اپنے اپنی ہاتھیوں پر سوار ہوئی پھر سواری تاج الملوک کے ملک کو روانہ
ہوئی کہ یہ وہی مکان ہے زین الملوک شہر سے کوس بھر آگیا ہوگیا ہوگا کہ ناگاہ زینکی خیمونکی جھلک مانند شعاع آ
نظر آئی بولا غالب ہے کہ وہ یہی حویلی ہے جسپر نگاہ نہیں ٹھہرتی اور آنکھہ جھپکی جاتی ہے وزیرنی عرض کیکہ این گل
شگفت حضرت اسکی تعین قادر کریم نے ایک مخلوق کو ایسی قدرت دی ہے کہ اوسکی صنعت کی کنہ
اسکی جگہ نہیں تعاقکریم نے ایک مخلوق کو ایسی قدرت دی ہے کہ اوسکی صنعت کی کنہ صاحبان خرد کو دریافت
نہین ہو سکتی اونکی عقل مادی حیرت مین ٹھٹکتی ہے یا نگارین بہت دو ہی اوس عجایب نگار کی تماشا دکھایا تا
اسی ہی ملاحظہ فرمائی بادشاہ وزیر سے یہہ باتین کرتی تھی کہ اوسکے ملازمون سے ایک شخص نے آگے عرض کی
ہمارے آقا کا حکم یون ہے کہ عالم پناہ کی سواری جسجگہ سے آگے بڑھے ونکا اسباب وغیرہ جو سب غربا لوٹ لین
اور خود بدولت ہر ایک منزل مین جس خیمے کو پسند کرین اوسمین استراحت فرماوین چنانچہ بادشاہ جس جگہ تشریف
لائے اسباب ضیافت کا جو روئی زمین کے بادشاہونکو میسر نہتا وہ مہیا پایا غرض جسقدر [illegible] گئے تھے
اوسیقدر اسبابکی زیادتی نظر آئی تھی اور عجائبات سے طبیعت بیشتر حظ اوٹھاتی تھی تاج الملوک آپ بھی آٹھ
منزل استقبال کیلیئے آیا اور سب لوازم آداب بجا لایا آخر بادشاہ کے ساتھہ کمال خوشی اور خرمی سے
اپنی قصر مبارک مین داخل ہوا حضرت کو نزدیک مکان مین اعزاز و اکرام سے بٹھایا اور مکانونکو آراستہ کیا تھا
[illegible] فرش بچھے رنگا رنگ کے حوضون مین فوارے چھوٹنے لگے بادشاہ راہ کی عجائبات سے متعجب ہو رہے تھے عمارات
اور باغ کی ساخت اور تیاری ملاحظہ فرما کر بیخود ہوئے [illegible] شہزادیکا جمال و کمال دیکھکر
دیوانی ہوگئی ہوش سے جاتی رہی سچ ہے شعر جسطرح کمان ابرو کوئی یہ کرشمہ چھوڑ دے سارے دلونکو
[illegible] عاشق کر دلکو توڑ دے ایک لمحہ کے بعد چھتی ہر طرف آنکھونکو ملکر دیکھنے لگی جس مکان [illegible] نظر پڑتی اوسکا نقشہ

اور جواہر اپنے مکان کا نقشہ سا دیکھا متحیر ہوکر جی مین کہنے لگی یہ کوئی بڑا جادوگر ہے کہ میری عمارت کو تلو معلق بنایا اور بنا
لٹکایا ہے اور اس جنگل کو عالم طلسم بنایا ہے ایک ہی جادو سکی ساتھ خدمتگار ہین انکی مکان جہان تھے وہین ہین کچھ
اندیشہ نہ کیجیے یہ بہی عمارت ہے اس شخص نے کام کیا کہ اپنی عقل جاتی ہے کہ اصل اور نقل مین فرق کرنا اسکا ایک کام
نہین ہے آفرین اسکی حیرانی اور دانائی کو یہ سنکر دل بہت خوش ہوئی کہ جو مین نے بگڑا اور حال اپنا پایا تہا
افشای راز کی اور پردہ درمیان سے اوٹھادی لیکن حیا مانع ہوئی جیرا اور پہر آقدم صبر و توکل کا گاڑ کر رہی القصہ
دستر خوان بچھا اور طرح طرح کا کہانا سونے روپے کے باسنون مین چن دیا اوسکی حلاوت کی تعریف کیونکر لکھی کہ
زبان قلم کی بند ہو جاتی ہے اور دستر خوان کا فوری کاغذ مین نہین سماتی حضرت الہی بست کی سلیقے اور انکا ڈھنگ
طریقے دیکھکر بہت محفوظ ہوئی تمام فرزندون و مصاحبون سمیت خوشی خوشی خوشحال فرمایا اتنے مین ارباب نشاط حاضر
ہوئے صحبت آگ رنگ کی دیر تک رہی اشعار مطربون کی ہوئی مانند صدا و ماہ پیکر لگی گانے اور راگ نغمہ کی سر ہوا
دن کو کام مین جی سے مشغول ہوئے القصہ اسکے بعد بادشاہ اور تاج الملوک اختلاط کرنے لگی اور باتون مین مشغول ہوئے
شہزادے نے پوچھا کہ آپکی فرزند کتنے ہین حضرت نے چارون بیٹون کیطرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ انکی سواے
اور نہین ایک اور بہی تہا اوسکے دیدار بخش کی بدولت یہ بلائے ناگہان مجھپر نازل ہوئی تہی فضل الہی سے مین
نجات پائی اور وہ اسیجا مین خدا جانی کہان نکل گیا تاج الملوک نے یہ سنکر کہا کہ کس سبب سے اوسنے اس نگاہ عالی کو
چہوڑا اور اس دولت سے منہ موڑا کوئی اس مجلس تک اوسے پہنچا سکتا ہے یا نہین یہ سنکر زین الملوک نے اوسکی پیدایش اور
نابینائی کا ماجرا اول سے آخر تک ظاہر کیا پہر ایک امیر کیطرف جو اسکا اتالیق تہا اشارت کی کہ اسکی صورت کی
صورت سے وہ شخص شاہزادہ اوسکی طرف مخاطب ہوکر دیکہو تو اس مجلس مین کوئی اوسکی شکل سے مشابہ ہے یا نہین وہ شخص
شاہزادہ کا نقشہ اور گفتگو کا سر یہ بغور ملاحظہ کر کے عرض کی کہ انہون مین کسیکو
اوس شاہزادی کی صورت اور شکل کی موافق نہین دیکہتا مگر چہرہ مبارک مین اکثر
اوسکی ادا شامل ہو جاتی ہین اور بول چال کی وضع بہی بہت ملتی ہے اس کلام کو تاج الملوک نے دیکہکر تاب

کی قدمونپر گر پڑا اور بعد صلح کی کہ مین وہی نا خلف ہون جو اتنی مدت تک نحوست ایام اور طالع ناکام کی باعث سرگرم
اداس و نگاہ سے محروم رہا شکر ہے کہ دیدار مبارک جسطرح جی چاہتا ہی اوسیطرح دیکہا اور قدمبوسی کی
حسن وضع سی آرزو تھی بر آئی زین الملوک نی یہ گفتگو سنکر مارے خوشی کے شاہزادیکو چہاتی سی لگایا
سر اور آنکہین چومین سجدہ شکر الٰہی بجا لایا پہر بیٹے سے کہنے لگا یہ حشمت اقبال کہ اپنے دست حال سے تمکو بخشا ہے
ہمکو پہلے ہی اسکا حال تمہارے روز تولد کے زایچہ سے معلوم ہوا تہا الحمد للہ کہ چہرہ مقصود کو آئینہ ظہور
مین حسب دلخواہ دیکہا ہماری آنکہون مین روشنی دوچند ہوئی یہ کہکر آج تک کہان تہے اور سرو آزاد ہو کسی شمشاد سے
پیوند کیا ہی شاہزادہ بولا کہ غلام کی دو منکوحہ ہین اگر حکم ہو بار یاب ہون اور قدمبوسی حاصل کرین حضرت نے
فرمایا اس سے کیا بہتر شاہزادہ محل مین جا کر دلبر اور محمودہ کو بادشاہ کی خدمت مین لایا وہ دونون پہلے اسکے
قریب آکر شکر ہین تب زین الملوک نی کہا کہ یہان کیون نہین آتین جان کو دیدار فرحت آثار سے مین نرگس
چشم کو منور کرون اور سینے کو سرور سی بہرون تاج الملوک نی التماس کیا کہ آگے یہ لونڈیان حیلے سے
نہین آتین ہین کہ چاہون شاہزادی انکے بندہ آزاد ہین چنانچہ انکی مہر سے منہ کلے چہٹو نیر داغ موجود
ہین مزاج چاہے تو حضرت بہی ملاحظہ فرماوین اس بات کی سنیلینے سے چاندنکی منہ کا رنگ اڑ گیا شرمندہ ہوکر
وہان سے اوٹہہ گئے تب وہ دونون آکر قدمبوس ہوئین بعد زین الملوک نی تمام سرگذشت ایام جدائی کی
اور دلبر اور محمودہ جان کا احوال استفسار کیا شاہزادی نے بہی شدائد سفر و محنت بیابان کی اور احوال بہائیونکے
داغ کہانیکا دلبر کے ہاتہہ سے اور مروت حالہ کی اور بیاہنا محمودہ کا لینا گل بکاولی کا گلاب کے حوض سے
اور بکاولی کے دیکہنے کی کیفیت خواب کی حالتین اور گل مذکور چہین لینا بہائیونکا اور بنانا باغ اور حویلی کا
بیابان مین مفصل ظاہر کیا اتنے مین بادشاہ کو تاج الملوک کی ماں یاد آگئی بولے کہ تمنے تو میری آنکہین بخاک پا
سے روشن کین اور اپنے دیدار سے دروازہ سرور کا دل غمناک کا کہولدیا کہ تمنے تو میری بہی لازم ہے کہ
کیا اوس مہ وانتظار کی ماری سہاگن کو بہی بہار اتنے مژدہ جان بخش سناؤ اور اوس مبتلائے رنج فراق اور تشنہ دیدار کو تمہارے آنیکی

خوشبو کا شربت پلاؤن یہ کہکر بادشاہ اوٹھہ کھڑا ہوا اور قلعہ مبارک مین تشریف لاکر تاج الملوک کو پاس بلایا
اور ایام گذشتہ کی بدسلوکی کا بہت سا عذر کیا آگی سی زیادہ سرفراز کیا اور بیٹی کو اسکا فرزند دیا ای
عزیز تیری عزت بادشاہ کی دربار مین تیری خدمت کی موافق ہوگی چاہئی کہ شاہزادیکی مانند کار شائستہ
کری تو تیری محبت شاہ کی دلمین موثر ہو اور پیغام اپنی ملاقات کا تجھی بھیجی بلکہ بالکانہ آپ ہی تیرے
پاس چلا آئی اور بی اختیار تیرا سر اپنی چھاتی سی لگائی اگرچہ پہلی دیدار کی لایق ہو لیکن آخر کار اوس
مقام مین آپکو پہنچائے کہ وہان تیرا کوئی شریک نہو سکی اگرچہ پہلے دیدار کی اور پھر ایسا کام کیجیو
کہ شاہزادیکی مانند داغ لعنت اوٹھائے اور کس ناکس کے روبرو رسوا ہو فقط

بارھوین داستان بکاولی کی رخصت ہونیکی زین الملوک سی اور نامہ لکھنے مین تاج الملوک کو

زین الملوک جب اپنی دار السلطنت مین داخل ہوا بکاولی اوس سی رخصت ہوکر اپنی باغ مین آئی
اور ایک اشتیاق نامہ تاج الملوک کیلئے لکھا پھر اوسکو تاج الملوک کی انگوٹھی سمیت سمن بیر کو کہ خفیہ اوسکی
ساتھہ گئی تھی حوالی کیا اور کہا جا جسوقت شاہزادیکو کاروبار دنیا سی فارغ اور تنہا پاوی ان
دونونکو اوسکی ہاتھہ مین دیجیو وہ اوڑ ناگن بنکر اوسوقت اوڑی ایکدم مین تاج الملوک کی محلمین آپہنچی
اور ایکطرف گھات مین لگ رہی جب تاج الملوک بکاولی کی دھیان مین اکیلی مکان مین آبیٹھا
یہ اوسکی روبرو چلی آئی آداب بجا لائی اور وہ امانت حوالہ کی شہزادہ نی انگوٹھی پہچانی اور خط کھولکر

پڑھا مضمون یہ تھا نامۂ گل بکاولی

ستایش اسکی بنام خدا کہ ہی وہ سر از جان جدا ستارہ لنی روشن کیا آسمان کہ جسکے جوش نشان ہین عیان

پہر یہہ سب کی سب زمین پر گر پڑی ایک ساعت کے بعد اور کلی اون شاخون مین پیدا ہوئی شاہزادہ یہ تماشا خدا کی
قدرت کا دیکہکر نہایت حیران ہوا بلکہ ڈرا اور وہان سے آگے بڑہا ایک باغ انار کا ملا اوسمین ہر ایک انار گہڑے
کے برابر تہا تاج الملوک نے ایک انار کو جو توڑا اوسمین چہوٹے چہوٹے چرند خوش رنگ نکل آئے پہر سب کی
سب چیونٹیون کیطرح اوڑ گئے شاہزادہ یہہ صنعت خالق کی دیکہکر اور بہی دنگ ہوا علیٰ ہذا القیاس ایسے ہی
ایسے عجائب اور غرائب دیکہکر چند ہفتہ تک دیکہا کیا غرض اوس سرزمین سے جب پہنچا ایک نیا ہی تماشا نظر آیا
کسیطرح وہان سے رہائی نپاتا تہا ایک میدان نہایت تنگ جسکے ہر طرف سے لکڑیان جمع کین بیڑا باندہا پہر خدا کا
نام لیکر دریا مین ڈالدیا اور اوسپر جا بیٹہا کئی روز کے بعد وہ ایک کنارے پر جا لگا یہ وہان سے آگے چلا ایک بیابان
ہولناک مین جا اور وہان شام کیوقت ضعف کے مارے درخت پر جا بیٹہا پہر رات ہوگئی ایک سناٹے کی آواز کسی
کیطرف سے کانمین پہنچی ہر چند شاہزادے نے ہر سمت دیکہا لیکن نظر نہ آیا آخرش ایک اژدہا پہاڑ سا نظر
آیا اور اوسی درخت کے نیچے کہ جسپر شاہزادہ تہا آیا اوسکی صورت دیکہنے سے اوسکے حواس اوڑ گئے درخت کی ٹہنی
پکڑکے دم بخود ہوگیا ایک ساعت کے بعد اژدہے نے ایک کالا سانپ اپنے منہ سے نکالا اور اوسنے ایک من آفتاب سا
چمکتا ہوا نکل کر درخت کے نیچے رکہدیا اوسکی روشنی سے چار سو کوس کے گرد تک جتنے جنگل پہاڑ تہے روشن
ہوگئے اور وحوش و طیور اوسکے آگے ناچنے لگے آخر مدہوش ہوکر گر پڑے وہ اون کو دم کی کشش سے
کہینچ کہینچ کر نگلنے لگا یہانتک کہ اوسکا پیٹ بہر گیا سانپ اوسکے منہ کو نکل گیا اور وہ سانپ کہ جسطرح سے
آیا تہا اوسیطرف کو چلا گیا شاہزادے کے جی مین یہہ لہر آئی کہ ایسی تدبیر کیجیئے کہ جو یہہ من ہاتہ لگے عقل دوڑانے لگا
آخر سوچتے سوچتے صبح ہوگئی پہر دریا کی طرف گیا اور وہان سے ایک ٹبا لوند کیچڑ کا اوٹہا لایا اور شام کیوقت
درخت پر چڑہکر اوسیطرح بیٹہہ رہا اژدہا بہی اپنے وقت معین پر آپہنچا اور بدستور سانپ کو منہ سے نکالا اور اوسنے
اندہیرا ہوگیا ہاتہ سوجہنے سے رہ گیا اژدہا اور سانپ سر ٹپک کر مر گئے شہزادہ نور کی طرف درخت سے
اوترا اور وہ گوہر نورانی

کتنی دیر تک روتا رہا حیران بیٹھی ہے اگر جو رہی کہتی تو وہی ہے اور یہی کہتے تو بجا ہے عرض جو اونکا حال دیکھا
کیا پوچھا اوسی نازنین تجھپر ویسی کیا آفت پڑی ہے جو اس ویرانے مین آکر بیٹھی ہے اوسنے کہا میرا احوال
یہ ہے کہ مین باپ کے ساتھہ بیاہنے جاتا تہا کل اس جنگل مین مع قافلہ آکر اوترا تہا آدھی رات کو ڈاکہ پڑا اسباب مال لٹ گیا وہ ضعیفوں سمیت
مارا گیا ساتھہ چھٹ گیا قافلے کے لوگ اپنی اپنی جان لیکر بہاگ گئی فقط مین اس ویرانے مین رہگئی
ہون اب یہان نہ کہین رہنے کا ٹھکانا ہے نہ بیٹھنے کا نہ طاقت چلنے کی ہے جوان نے کہا ای
نازنین اگر تو مجھے قبول کرے تو مین تجھے اپنے گہر لے چلون اور صاحب خانہ بناکر رکھون اس کی کیا
آتش شہوت جوان کے دیکھنے سے شعلہ زن ہوئی تہی اسبات پر راضی ہوکر اوسکے ساتھہ گیا جو رونے کے سوا
اور کچھہ بن نہ آیا اس واردات عجیب سے کبھی ہنستا اور کبھی روتا ہر طرح سے اپنے دن کاٹتا اس اثنا مین
دو تین حمل ہوئے چوتھے مہینے کے بعد ایک لڑکا جنا چالیسوین روز ایک حوض مین کہ اوس کے گہر کے
نزدیک تہا نہانے گیا تہا ایک غوطہ مارا جو بہر سر اوٹھایا تو دیکھا نہ وہ سرزمین ہے اور نہ وہ صورت خدا کی
قدرت سے پھر وہی ایک حبشی خواجگی شکل دیکھا کہا الٰہی یہ کیا ہوا اگرچہ حیلہ اصلی نہین ملا لیکن عورت سے پہر مرد تو ہوا
اور خیال مین تہا کہ ناگاہ ایک عورت حبشن کی سی شکل اوسکا منہہ اوسکی ناک کی پھنگ سی لگا ہوا اور نیچے کا
ہونٹ لٹکتا ہوا کان شانون تک اور چھاتیان ران تک اور جوہ کی جو صفت کرون تہوڑی ہے اس کو دیکھے
زبان ہونٹ چاٹتی ہوئی سامنے سے نمودار ہوئی اور لڑکی کا ہاتھہ پکڑ کر کہا کہ یہی ہے مین ان بچون کو لیے بہوکے
پیاسے مرتے ہین اور مین تیری تلاش مین سرگردان پہرتی ہون کہان چھپ رہا تہا بہلا جو ہوا سو ہوا
اب دو تین دن کی لڑکیان تولا کر اونکو سچا کرکے کہا کہ لاڈ کہین تاج الملوک نے داستان سلطان دیکہکر کہا
خدایا کب تک مجکو اس عذاب مین گرفتار رکھیگا ابھی یہ دو نکے ہاتھہ سے چھوٹکے دم نہین لیا اور بلا کی پنجے مین
پہنسا قصہ کوتاہ وہ ناپاک کتنا کتنا اپنے گہر لیکئی چار طرف سے لوگ آکر گہیر لیا کہ بابا ہمارے
واسطے کیا لائے شہزادے حیران تہا کہ ایک ٹکڑا ہاتھہ مین اوٹھائے تھی ایک کلپاری تاج الملوک

تا نہیں دی کہ جاکر لکڑیاں کاٹ کر لا شہزادہ اس فرصت کو غنیمت جانکر جنگل میں گیا لیکن اس طرح کا تماشا عجیب دیکھا تہا

سے حیران تہا دل میں سوچا کہ دوبارہ حوض میں غوطہ مارنے سے صورت تبدیل ہو چکی ہے پہر دوبارہ بہی

امتحان کیجیے اور دیکھیے کہ اب کیسی شکل بنتی ہے پہر ایک حوض میں جاکر غوطہ مارا عجب پہر نکلا اپنی صورت

اصلی پہلے حوض کے کنارے پر پایا لاٹھی اور ٹوپی بغاوت رکھے ہوئے دیکھا سجدہ شکر کا درگاہ الٰہی

میں بجا لایا اور دل میں ٹھہرایا کہ اب کسی حوض میں غسل کیجیے بلکہ ہاتھ بہی نہ ڈالیے پہر لاٹھی ہاتھ میں لے

اور ٹوپی سر پر رکھکر روانہ ہوا اے یاران دہر حق تعالی نے بنی آدم کو سر براست کی ٹوپی بشارت [illegible]

عظمت کا عصا ہاتھ میں دیکر طلسمات دنیا میں کہ مزرع آخرت ہے عاقبت کی تکمیل کے لیے بہیجا ہے پس

انسان کو چاہیے کہ گل اور خار اور آب و شراب خوب پہچانے ہر ایک باغ کے پہول کو نہ سونگہے ہر ایک

نہر سے کہ شراب بہرے کہ یہاں کانٹے گل سے رنگین اکثر ہیں اور شراب بصورت آب ادہر ادہر بہی ہے

اگر کوئی دنیا کے پیچھے کو چشمہ حیوان میں غوطہ ماریگا مقرر وہ سگ کا لاہ اور عصا کہو دیگا یہ حکم اسباب [illegible]

کہ طالب دنیا مونث ہیں اور طالب مولی مرد ہیں پس ایک معانی خوب مرد کامل ہے بصورت زنان [illegible]

ہو جاویگا پس وہ سوائے شلیبانی کے سوا کچھ چارہ نہیں چاہیے کہ ہم تجوہ ہو کر پہر دریائے ذکر الٰہی میں

غوطہ مارے اپنے [illegible] اور ہو جاویگا وہی عصا ہاتھ میں اور وہی ٹوپی سر پر دیکھیگا فقط

سولہویں داستان پہنچنے میں تاج الملوک کی دیو سیاہ پیکر کے مکان میں اور ملنے میں بکاولی کی چچازاد بہن روح افزا سے

ناقلان سخن اس حکایت کی بعد یہ بیان یوں لکہتا ہے کہ جب تاج الملوک یہ صدمے اوٹہا کے

بہت دنوں سے پاؤں کا ٹوٹا چہوڑ دیا [illegible] کی قوت سے ہوا پہ چلا جاتا تہا ایک روز ایسے پہاڑ پر گذرا کہ وہ قاف

بہی اوسکے آگے ایک پیشہ سا نظر آیا وہ پہر ایک شہر کی حویلی دیکھی شاہزادہ نقش حال کے لیے وہیں گیا

لیکن حیوانات کا نشان نہ دیکہا پہر ایک مکان کو ڈہونڈنے لگا ناگاہ ایک آواز دردناک اوسکے کان میں آئی

اور آنا بکاولی کا ماں کی ساتھ اوسکی ملاقات کیلیے

راوی شیرین زبان یون بیان کرتا ہی کہ مظفر شاہ سے ایک خط روح افزا کی پہنچی کا
وہ اوسکو پڑھکر نہایت شاد ہوا اور فرمایا کہ جمیلہ خاتون روح افزا کی دیکھنے کو چلا چاہتی ہے اور اوسکا
دیکہنا آنے بکاولی ہے جو مالکی پری کی خبر سنی کہلا بہیجا کہ مین بہی بہن کی ملاقات کو تمہاری ساتھ چلونگی
خاتون نے اسبات کو غنیمت جانا اسواسطے کہ شاید وہان کے جانے سے اسکا غنچۂ دل کہلے اور
کی سیر سے زنگ کدورت آئینہ دل سے جاوے پاؤن کی زنجیر کاٹ دی اور اپنے ساتھ لیکر
فردوس کی راہ لی مظفر شاہ نے جب سنا کہ جمیلہ خاتون مع بکاولی آتی ہی روح افزا کو استقبال کیلیے
بہیجا جب اونسے وہ دوچار ہوئے روح افزا نے جہک کر سلام کیا اور قدمون پر گر پڑی اور
اوسکا رحیاتی سے لگایا آنکہین چومین بلائین لین پہر دونون بہنین آپسمین ویسی گلے لگین
صد اطمینان سے بیٹہین پہر روح افزا نے مسکرا کر بکاولی کے کان مین کہا تمہین بہی اپنے
آنا مبارک ہوا ب اوسکو شوق سے فیض دکہاؤ اور شربت وصل پہونچنے کا کچھ خوف ہی
خاموش ہو رہی پر چہپ نہ سکی یہ دل ہی دل مین کچھ شاد کچھ مغموم ہوئی القصہ روح افزا دونو کو اپنے
باغ مین شادیانے لائی مظفر شاہ اور حسن آرا بہی جمیلہ خاتون سے ملی نہایت شفقت اور مہربانی سے پیش آئی
پہر ادہر ادہر کا مذکور نکلا اور واردات گفتگو کا کہا آخرش روح افزا کی کا ذکر بہی درمیان آیا اوسکو
اوہی دہیان ہے اور کیا عرض جمیلہ خاتون ایکرات رہکر دوسرے دن رخصت ہوئی روح افزا نے اوس وقت
عرض کی کہ مین چاہتی ہون چند روز بکاولی میرے پاس رہے شاید یہان کے رہنے سے اسکی آئینہ طبع کا
زنگ چہوٹے نور عقل اوسمین نمایان ہو اور تاریکی سودا پنہان جمیلہ خاتون نے کہا اچہا کیا مضایقہ ہے
چنانچہ ایک ہفتی کی اجازت دی اور گلستان ارم کی راہ لی روح افزا بکاولی کو اکیلا لیکر بیٹہی باتین عشق کی
کرنے لگی طول ہتہیا دیا آخر تاج الملوک کی سوز و گداز ہی کچھ کتنا یہ کیا بکاولی ہمیشہ کی سبب

شرمندہ ہوگئی اور ماری حیا کے پانی ہو گئی پہر غصے سے منہ پہیر کر بولی واہ واہ بوا تجھے ذرا بھی
شرم نہیں آتی اور ایسی بیشرم حیا بنہیں بہاتی یہ تم اپنی بیتی ہوئی مجھ پر دہرتی ہو میں نے سنا ہو نہی جانا کہ تم اور
دیو کا حال ہی حال میں غم کہاتی ہو یہ کہاوت تمپر سچ ہو گئی مثل ہاتھوں مہندی پاؤن مہندی اپنی مجھے اور دن
میں یادہ بیہودہ مت بکو قسم ہی حضرت سلیمان کی میں ابھی اپنے گہر چلی جاؤن گی پہر کبھی تمہارے گہر نہ آؤنگی
بھلا شمع فانوس کو پروانے سے کیا نسبت اور غنچہ سربستہ کو بلبل سے کیا مناسبت کہاں پری کہاں
انسان یہ تمہارا صرف گمان ہی روح افزا نے جب دیکھا کہ یہ کسی طرح ہاتھ نہیں آتی اور کسی صورت
دہوکا نہیں کہاتی تو کہتی ہون کہ تو شمع فانوس ہے کوئی پروانہ جو ایسے اگر جلے تو تجھکو اوسکی جلنے سے کیا
تو اوس گل نیلوفر دریاے عشق میں غم نہیں سورج کو کیا پرواہ غرض اسی وضع کے اور دو رنگ کا اوسکی غصے کو
ٹہنڈا کر کے بہلا دیا دیں دالکر ہاتھ میں ہاتھ لی کر اوس مکان کی روش پر کہ جہان تاج الملوک تہا آگے بڑھنے لگی
اتنے میں آواز دہونا کی اوس معشوق کی بکاولی کی کان میں پہنچی سنکے جیسی بیچین تہی ہوئی اور آخر روح افزا سے اسکی وجہ
پوچھا کہ یہ کسکی صدا ہے اوسنی کہا ایک تیرا گرفتار نالاں ہے تجہے اوسکا تماشا دکہاؤن اور اچھی طرح سے اوسکی آواز
سناؤن غرض بکاولی کو دہوکا دیکر شاہزادے کے آگے لاکر کھڑا کر دیا تاج الملوک سے دو چار ہوتے ہی اختیار اسکی باگ
اوسکے ہاتہ سے چھوٹ گئی اور جنس صبر و قرار اسکی لٹ گئی وہ بہی آتش شوق کا جلا ہوا صبر نکر سکا وجہ گر اوس
پری سے بے اختیار لپٹ گیا بکاولی نے بہی دامن حیا کو چہوڑ کر اپنے ہاتہ اوسکے گردن میں حمائل کر دیئے پہر تو
دونون جلے ہوئے آتش فراق کے دل کہول کر روئے اور غم جدائی کے افسانے اپنے خوب دہوئے روح
افزا نے جب یہ حال دیکھا تہپا مار کر ہنسے اور کہنے لگی بہتیا تو تو اتنا کہتی تہی کہ اس سے واقف نہیں ہے بکاولی مرد کا
منہ آج تک نہیں دیکھا پہر اس نا محرم مرد ہی کے گلے لگکر زار زار کیون روتی ہے اور اوسکی غم سے اپنا
تنہا سا چہوڑا اسلئے کہوتی ہے تو نے میرے حیا کا نام ڈبو دیا اور سارے کہنے کو کالنک لگایا یہ سنکر بکاولی نے
روح افزا سے اگر تو نے مجھ جیسے دلفگار کے زخم پر مرہم لگایا تو ناحق طعن سے نمک پاشی مت

دیدار ملا یا ہی تو نہر ملامت نہ کہولا اب تو مجہپر سب راز بالکل ظاہر ہو گیا اور پردہ چشم کا اوٹھ گیا ایسے حرفون دونون جانب
سو کر مختار سے القصہ وہ عنایت پیدا اور وہ گل رعنا چمن نشاط مین بخوبی ہنسی اور بولی اور اپنی پیچ اشتیاق
کی سر ایک غنچہ دفتر کہولنے لگی دن بدن تمنا کی لذت خوب طرح اوٹھائی اور جام وصل سے اپنی اپنی پیاس بجہائی پہر پی کہ جہا
آخر ایام وصال کو آخر ہوئی بکاولی کے رخصت ہونیکا دن آ پہنچا تاج الملوک پہر بستر بیقراری پر گرا اور ماہی بی آب کی مانند
تڑپنے لگا یہ حالت دیکہکر اوسنے بہی چاہا کہ خیالی پردہ کو اوٹھا دے ویسا ہی اپنا حال بتا کہ روح افزا اونکی راز دار
ہین یہ حرکت نکرنا ناحق رسوائی ہو گی اور حجاب ہنسائی چند روز اور صبر کر انشا اللہ تعالی تہوڑے دنونمین
تجکو تیرے چاہنے والے سے بخوبی ملاتی ہون اور شربت وصال جہانتک پلاتی ہون نرمانو کی
اب تہوڑا رہا ہی اور روز وصال کا نزدیک آ پہنچا ہی خاطر جمع رکہو ان باتون سے فرمانبرداری کر اور سب
الٰہی مین گریہ و زاری بجہ دیکہکر پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی اور بیصبری کی اور کوشش کیا سکہانے
بکاولی یہ سنکر چار و ناچار گلستان ارم کو گئی اور ماں باپ کی خدمت مین مشغول ہو گئی

اٹھارھوین داستان روح افزا کی ظاہر کرنےمین اپنی ماں کے تاج الملوک اور بکاولی کے عشق کی کیفیت اور جانا اوسکا جمیلہ خاتون کے پاس اون دونون کے بیاہ کی درخواست کیلئے

کہتے ہین جب بکاولی روح افزا سے رخصت ہو کر اپنے گہر گئی روح افزا نے شاہزادی اور بکاولی کے عشق کی
تمام اور کمال کیفیت اپنی ماں سے ظاہر کی حسن آرا یہ سنکر دیر تک گریبان تفکر مین سر ڈالے رہی پہر بولی
اگرچہ ناجنس آدمی کا پری سے ہونا نہایت محال ہی لیکن اوسنے میری بیٹی کو قید شدید سے چہڑایا ہی مجکو لازم ہے
کہ مین بہی اوسکو زندان غم والم سے چہڑاؤن اور مطلب کو پہنچاؤن یہ کہکر اوسیوقت ایک نقاش مشاق
چالاک دست کو بلا کر شاہزادے کی تصویر کہنچوا کر گلستان ارم مین لیگئی اور فرخندہ ...

خاتون سی ملی بلکہ [illegible] مین بہی ایک نگاہ ڈالو یہ ہے کہ جمیلہ خاتون سی باتین کرنے مطلب کی بات پائی اور
[illegible] کہنے لگی ای بہن اگر کوئی غنچہ رنگین اپنے ہوا کے فیض سے کسی شاخ مین لگی اور اوسکی باتین بلبل سنے تو
اوسکا [illegible] دیکہنا تو بیجا ہی ہی اور اگر آبدار موتی کسی کے ہاتہ لگے اور وہ اوسکو رشتے سے الگ رکھے
[illegible] سے باہر ہے کب تک تو بچاوی کو کاری باری رکھےگی بہتر یہ ہے کہ اس زہرہ جبین کو
کسی [illegible] مین بٹہیا اور اس غنچۂ خوبی کو مونس بہار کا بنا جمیلہ خاتون نے یہ سنکر کہا اسے
حسن آرا تونے سنا ہوگا کہ اسنے آدمزاد سے دل لگایا ہے اور اوسیکا سودا اسکی سر مین سمایا ہے
اپنی [illegible] نہین چاہتی اور [illegible] کے واسطے منت کراتی ہے مین اس امر مین ناچار ہون بزرگونکا
[illegible] اور اس [illegible] سے قدیم سلسلے کو کسطرح توڑون اپنے کفو کے ہوتے
[illegible] کیا ہے جو مین کہان پریکا آدمی سے کبھی بیاہ ہوا ہے کہ مین سیاہون حسن آرا نے
کہا [illegible] لطیف کو ہم صحبت کثیف کرنا البتہ دانائی سے بعید ہے لیکن تو حضرت انسانکی کمال کو
اگر واقف ہوتی تو ایسے خیال فاسد دل مین ہرگز نہ لاتی سن ای نادان بشر خلقت یزدان ہی اور اوسکی صفت
سے بیان مین اشرف اور افضل ہے اوسکے رتبون اور درجون کی انتہا نہین وہ ایک نہنگ ہے دریا کا نبھی والا
اور ایک قطرہ ہی حقیقت مین دریا ہی جامع کمالات علم کونی ہے الٰہی کا مبنی مادیات اور مجروات کا اور مجمع ہے
[illegible] بندگی اور بادشاہی نسبت انسان کی ذات برزخ جامع ہے بیگمان ظل خدا و صورت خلق
[illegible] بیان ہ جان کہ صوفیہ ہر ایک کو عالم امواج کے نوعہ نہین سی بارہ بتیالی کے ایک ایک اسم اور
[illegible] جانتے ہین اور اس عالم صورتکو کہ حواس ظاہری اور باطنی سے نسبت رکھتا ہے
[illegible] عالم کا سایہ ہین ہر ایک ذرہ ذرہ کائنات کی روشن ایک تجلی ابدی اور سیر ایک ایک قطرہ سے
[illegible] مرغ نظر ہوشیار ظاہری و نسبت معرفت کردگار اس عالم مین انسان
[illegible] لازمی [illegible] اسمون اور صفتون کا مظہر ہی اور اوسکی تجلیات

خاتم کا مقام کلام فضیلت انسان مین دریائے ناپایان ہے اسقدر سنا گئے کیا ای جمیلہ خاتون وہ اصل اور سہارا سا
وجود طفیلی وہ مخدوم اور ہم خادم رہے شرف کہ شریف ہم سے ارادہ وصلت کا کرے اور مخدوم
خادم سے مقصد قربت کا رکھے القصہ اس آب و تاب سے انسان کی تعریف کرکے فضیلون کا بیان کیا
کہ اوسکا شعلہ غضب بجھ گیا کہنے لگی اچھا اوس بد اطوار بدکردار کا ذکر نہ کیجیو کہ اپنی بیٹی ہرگز اوسے نہ دونگی
اور ایسے نادان کو اپنی دامادی مین کبھی نہ لونگی آخر حسن آرا نے تاج الملوک کی تصویر جمیلہ خاتون کے ہاتھ مین دی
اور کہا یہ تصویر شرقستان کے شہزادے کی ہے دیکھو ایسا نقشہ قلم تقدیر نے صفحہ عالم پر آجتک نہین کھینچا
اور اس سیاہ کا چہرہ ورق جہان پر دوسرا نہین بنایا اس چمن گلشن محبوبی کو اوس گل خوبی کے ساتھ ملا
اور اس سپہر فلک حسن کو اوس ماہ برج سعادت کے پہلو مین بٹھا الغرض وہ چار ناچار راضی ہوئے
کہنے لگی بہنا اوسکو کہان ڈھونڈھون اور کس تدبیر سے لاؤن حسن آرا نے کہا تم خاطر جمع سے شادی کی
تیاری کی اوسکو فلانی تاریخ دولہا بنا کر برات سمیت لے آتی ہون یہ کہکر رخصت ہوئی پل مارتے
جزیرہ فردوس مین آپہنچے اور یہ ذکر سن کر شاہزادہ کے آگے کہا پھر وصل کا مژدہ دیا

اونتیسوین داستان تاج الملوک و بکاولی کے بیاہ کی

باغبان اس گلستان کا گل اور بلبل کی مصاحبت یون بیان کرتا ہی کہ جمیلہ خاتون کی جو گفتگو کہ حسن آرا
مین اور اوسمین ہوئی تھی فیروز شاہ سی جا کر اظہار کی اور تصویر شاہزادیکی اوسنی سمنرو بکاولی
کے پاس بھیجدی کہ یہ تصویر شرقستانکی شاہزادیکی ہے باعقل اس سا نہین ہیا جوان حسین کہین نہین
توکہ آدم زاد کی سودے مین دیوانی ہو رہی ہے اور جان لطیف ایکہاکی کثیف کی پیچہی کہو رہی ہے
تیری مرضی ہو تو اوسکے ساتھ بیاہ کر دون میرے نسبت مین تو توقع اپنا نہین ایسا شخص کمتر ہوگا
بلکہ پریون مین بہی حرف ہے وہ خوشی خوشی تصویر لیئے ہوئے شاہزادی پاس آئی اور بادشاہ کی
زبانی جو حقیقت سنی تہی کہکر سنادی اوس محو جلوۂ نازنی اوسکو نگاہ غور سے دیکہا تو اپنے ورق
دلکی صورت کی مطابق پایا بلکہ خط و خال مین بہی سر مو فرق نہ دیکہا جی مین سمجہی کہ یہ کار پردازی اور
نیرنگ سازی ہی من روح افزا کی ہو رہی تہی وہ چہتیلی اپنے قول کی بڑی پکی ہے مسکرا کر سمنر و پری سی کہا
کہ دیکہو تجہی میرے سر کی قسم یہ اوسی شخص کی تصویر ہے جسکے خزان غم سی میرا گل نارسیدہ کمہلایا
ہی اور غنچۂ نو دمیدہ مرجہایا ہی وہ ملاحظہ کرکے بے اختیار مارے خوشی کی اوچہل پڑی اور بولی ہان شاہزادی
بیشک یہ تصویر شاہزادیکی ہی لو اب ہنسو بولو خوشیان کرو جو تمہارا مطلب تہا سو خدا نے پورا کیا
یہ کہکر بادشاہ کی حضور مین آئی اور یون عرض کی کہ حضرت فرزندان کہ باپکی تابع ہین اون کی
سعادتمندی اسی مین ہی کہ والدین کی مرضی کیخلاف نکرین اور ہر حال مین انکی خوشی کو اپنی خوشی سے مقدم رکھین
اگر دلہن کے پسند پڑے تو بیٹی اوسکو غلام سمجہو اور جو وہ آپ سیاہ اسکے واسطے تجویز کرین تو
اوسکو ماہ کنعان سمجہی فیروز شاہ اسکی گفتگو سی نہایت شاد ہوا اور شادیکی تیاری کا حکم دیا تمام جزیرۂ ارم
کی دوکانون کو نقش و نگار تارہ سی آرایش دی اندر باہر سے نئے فرش بچہ گئی ناچ رنگ ہونے لگا چار طرف
شادیکی دہوم مچگئی جا بجا قمقمی جہاڑ کی پریون غول کی غول چار و طرف سی آئی مجلس نشاط آراستہ
ہوئی شراب پلنے لگی قوری جانے لگے لوگ ضیافتین کہانے لگے فیروز شاہ ہر ایک کو بہت سے کے

رات بھر پہننے کو نہایت تکلف سے سجوادیا جب سب جہیز نکل چکا اور برات کی چلنے کی تیاری ہوئی پھر
دولہا کو گھر مین بلایا ڈیوڑھی مین چھپان لگایا دولہا نے دولھن کو گود مین لاکر چھپان مین سوار کیا پھر آپ اوپر
بڑی بیگم گھوڑی پہ سوار ہوا ہر ایک چھوٹا بڑا جلوہ مین چلنے کو تیار ہوا اوسیطرح آگے آگے تخت شتر سوار
پیادے اور سوار بیشمار قطار چون کی قطار روشن چوکی والے گاتے بجاتے ہوئے اور پیچھے دولھن کی سواری
پیچھے چاہری سوت کی پھول لٹاتے ہوئے اوسی مکان پہنچے برات آئی اپنے اپنے گھر سدہارا کہارون نے
دولہن کا چھپان اوتارا دولہا نے دولہن کو گود مین لیجا کر مسند پہ بٹھایا الغرض جیسی خدا خدا کر کے دن گذرا
رات آئی سب کنارے ہوئے خلوت مین پردے چھوٹے دولہا دولہن مسہری مین گئے حسب حال اشعار

عاشق و معشوق ہم ہو جہان	شوق سے جوش آئی وہان	شمع کو پروانہ جو دیکھے کہین	رہ سکے کر تپ کے وہ پھر ہین
صبر کر کے ہووے بلبل کہان	لے ہی لے آغوش مین اوسکو جان	طوطی جو آئینہ کو دیکھے کبھو	چین آئی اوسے گفتگو
دیکھا جو شہزادہ نے اوس ماہ رو کو ہان	اوسکو گل سمجھا کوئی باغبان	بیکلی بلبل مین ہے یو ہی کیسے	شوق سے کچھ صبر کی خصلت ہے
لپکا جب پہنچ لب کا ثمرا	سینہ سے سینہ ان کا جیسے جھپٹا	عارض گلگون کے خواہش کی	وصلی کچی بی بطرح جا ہے
اوپھر سکتی کی نمانٹ تخت	کنگھی کی مانند جو پائین کر سخت	رہ سکا ڈال دیا او سنہ ہاتھ	چھوڑ دیا صبر و تحمل نے ساتھ
	گڈ ہیر الماس سی کی بچھی جسم	لینے لگے دونون مزہ دم بدم	

جب خوب چھپا سکتے ہوئے پھر آپ نے اپنا ساعد سیمین دوسرے کا تکیہ بنایا منہ
سے منہ ملایا اور سینے سے سینہ لگایا غرض اس ہیئت سے آرام فرمایا صبح ہوئی مرغ نے
بانگ دی شہزادے سوئے اوٹھکر حمام کی راہ لی اور روح افزا اوس عشرتگاہ مین آئی کاولی کو
دیکھا رات کی جاگی ملی دلی غافل سوتی تھی بال چھوٹے ہوئے ہین تار ٹوٹے ہین ہونٹھون پہ
لاکھا نام کو نہین۔ آنکھون کا کاجل سارا پھیل گیا گالون پہ دانتون کے اور چھاتیون پہ
ہاتھون کے نشان پڑے ہین یہ عالم دیکھکر رہ نہ سکی جلد اوس کو جگایا اور مسکرا

ایسا الزام کہا ہی ہین اوس پر سو تو مجھی کہتی ہی کہ وہی دیو مکار کی مدرسہ کتابین ہمرج تو نہ کی پڑھی ہی
آج تو تیری اطوار سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس نے اتکو تو یار کی مکتب آغوش اپنی مطلب کی کتابون کو بخوبی
مطالعہ کرکے بڑی علامہ ہوئی ہی دیر تک تو فی مصدر رسالا بست کو مختلف صیغون کی ساتھ گردانا اور عشرت
کے مزید فعلون کو الف وصل سے ربط دیا نشان فاعل اور علامت مفعول کا نیچی ذرّیات کی اور تجرید سے
اپنے پاؤن باہر رکھی بلکہ خلوت مین قضیہ موجبہ مباشرت کو عکس مستوی بنایا اور اشکال مختلفہ کے
ضروب نتیجہ سے نتیجہ موافق مطلوب کے پایا وصل وفصل کا بھی طریقہ لیلیا اور اپنے مثلث کے نقطے پر
خط عمود کو قائم کیا بکاولی یہ سنکر مسکرائی اور کہنے لگی ہو اب بلا تمہارے منہ مین پانی کیون بھر آتا ہی مجھکو
صاف ان کنایہ آمیز باتون سی معلوم ہوتا ہی کہ تمہارا بھی یہی ارادہ ہی بہت بہتر مین راضی ہون سے اپنی
وصلی اوس مشتاق کی آگے رکھو پھر اوسکی قلم کی روانگی اور قدرت دیکھو کہ کس کس طرح سے جوڑ توڑ لگاتا ہے
اور کیا کیا گل بوٹا بناتا ہی حاصل یہ ہی کہ باہم اسطرح ہنسیان بولیان رہین آخر روح افزا اپنے ماں
باپ سمیت رخصت ہوکر اپنی گھر گئی اور تاج الملوک نے فیروزشاہ کی محل مین جاکر اپنی بود و باش اختیار کی

تاج الملوک اور بکاولی کے رخصت ہونے مین فیروزشاہ اور جمیلہ خاتون سے

ایکروز تاج الملوک نے بکاولی سے مشورت کرکے فیروزشاہ اور جمیلہ خاتون سی رخصت مانگی
اونہون نے کہا بہت بہتر ہزار غلام قمر طلعت اور سیکڑون لونڈیان خوبصورت عنایت کین اور دان
جہیز کے سوا کچھ نقد وجنس اور لوازمہ سفر کا دیا اگر اوسکی تفصیل لکھون تو یقین ہے کہ ایک کتاب اور
تیار ہو جائے اسلئے قلم انداز کیا القصہ شاہزادہ بڑی شان شوکت اور جاہ وحشمت سی بکاولی کو لیکر اپنے
ملک پہنچا باپ اور محمود شاہ کی جان آئی گئی گشتہ امید سوکھی ہوئی پھر لہلہائی اوسکا آنا ان کے حق مین
ایسا ہوا جیسے بیمار کے واسطے مسیحا لیکن بکاولی کو جو اس حسن وجمال اور باحسن مثال سے دیکھا حیران ہو

اتنے ہونے ہوش جاتے رہے ہاتھوں کے طوطے اوڑ گئے پری نے جو یہ رنگ دیکھا گھبرا کر گلے سے
لگا لیا دلاسا دیا اور فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو کسیکا اندیشہ نکرو مین تمہارے عیش کے مطلق خلل انداز نہونگی
بلکہ اپنی خوشی پر تمہارے نشاط کو مقدم جانونگی چنانچہ ہمیشہ شیر و شکر کی طرح آپسمین سب کی سب
ملی جلی رہین اور سوتاپے کی جلن کسیکو نہوئی شاہزادہ بھی ان غنچہ دہنوں کے ساتھ شگفتگی سے اوقات
بسر کرنے لگا اور عیش و عشرت ستی رہنے لگا

اکیسوین داستان بکاولی کے جانے کی راجہ اندر کے اکھاڑے مین اور ناچنا گانا اوسکے حضور مین اور تفرقہ پڑنا تاج الملوک مین اور اوسمین
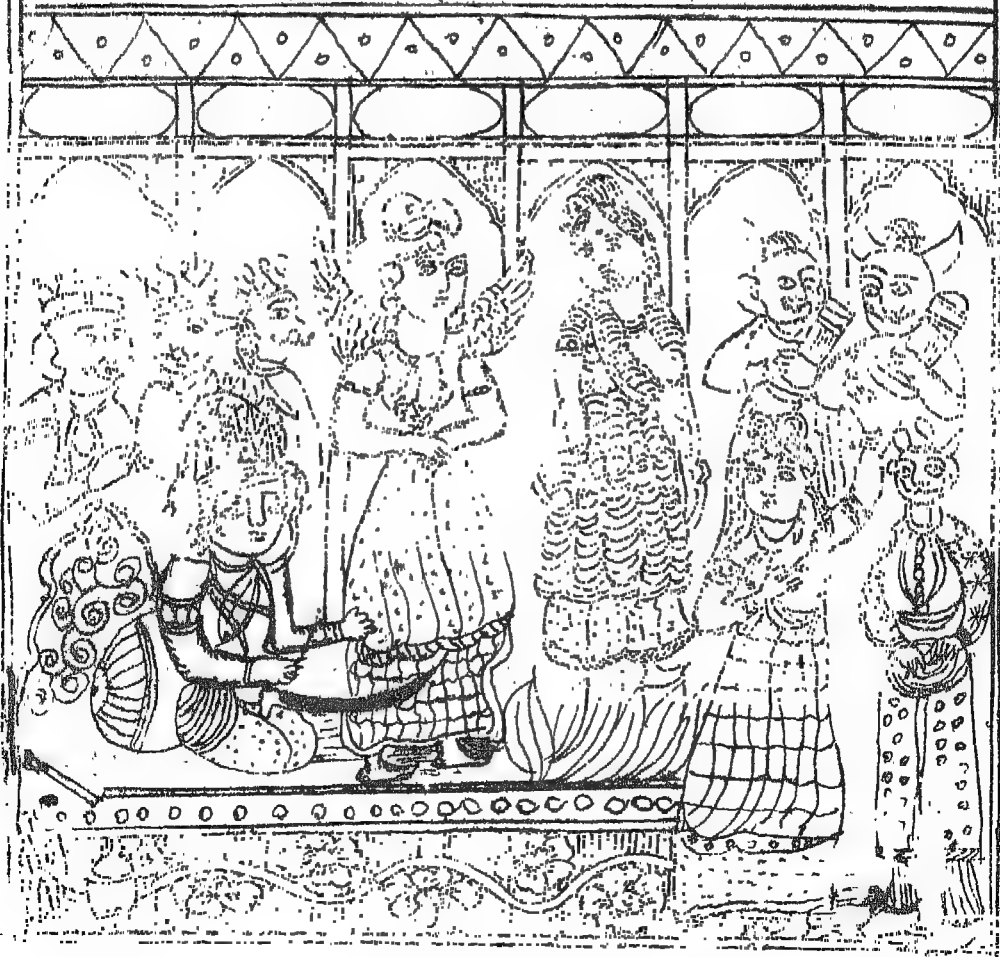
اہل ہند کی کتابوں میں یوں لکھتے ہیں کہ امر نگر نام ایک شہر ہے وہاں کے باشندے ہمیشہ زندہ رہتے
ہیں اور راجہ اندر وہاں کا راج کرتا ہے دیوتا پریوں کے ساتھ عیش و عشرت میں رہتا ہی اوسکا کام
یہی ہی اور غذا اوسکی ناچ اور راگ عالم جنات بھی اوسکے تابع ہیں ساری پریاں اوسکی مجلس میں جاتی ہیں
اور ناچتی گاتی ہیں ایکدن کا ذکر ہے کہ راجہ نے فرمایا بکاولی فیروزشاہ کی بیٹی مدت سی ہمارے مجلس میں
نہیں آتی اسکا سبب کیا ہے اور یہاں کے آنیکا مانع کون ہی پریوں میں سی ایک نے عرض کی
کہ وہ ایک انسان کے دام عشق میں گرفتار ہوئی ہے بلبل بیقرار کے مانند وہ فریاد کیا کرتی ہے اور
مدام اوسکی عشق میں سرشار رہا کرتی ہی اور اپنے بیگانہ سے اوسکو نفرت ہے فقط اوسی کی صحبت ہی
شراب وصل اوسکے ساتھ پیتی ہے اور اوسکے دم سے جیتی ہے راجہ یہ ماجرا سنکر غصے میں آیا
اور شعلہ غضب اور بھی بھڑکا کئی دیوں کیطرف اشارہ کیا کہ اوسکو اسیوقت حاضر کرو وہ تخت
رواں لیکے تاج الملوک کی باغ میں آئے اور بکاولی کو اٹھا کر راجہ کے اعتراض اور غصہ کا ہوشیار کیا
حال بیان کیا وہ چارناچار اوسپر سوار ہوکے امرنگر کو گئی اور وہاں کانپتی ہوئی راجہ کی سامنے آکے
آداب بجالائی ہاتھ باندہکے کھڑی رہی مہاراج نے نگاہ قہر سے اوسے دیکھا اور بہت ساجہڑکا آخر فرمایا
کہ اسکو آگ میں ڈالدو کہ انسان کے بدن کی بو باس اس میں نہ رہے اور پریوں کی صحبت کی قابل ہو پریوں نے
فوراً اوس فرشتہ باغ میں اور سمن چمن الفت کو ہاتھوں ہاتھ وہاں سے باہر لاکر آتشکدہ میں ڈالدیا
وہ جلکر راکھہ ہوگئی شعر جل گیا عاشق تو کیا غم ہی کہ اوسکی چشم تر ٭ دیکھتے ہی یار کو گلشن میں
نہال خلیل تر اوسکے بعد پانی سے بجھا منتر پڑہا اوسپر چھڑکا فی الفور جی اوٹھی اور ہیئت اصلی پر آکر
مجلس میں ناچنے لگی پہلے پہل جہڑکا اہل مجلس کے دلوں کو پامال کیا اور ایک ہی آمد و رفت میں تماشائیوں
کو بحال کیا غرض ناچنے کا جو حق تھا ادا کیا ساری مجلس کو محو کردیا پھر تو واہ واہ کی صدا ہر ایک کے
منہ سی نکلنے لگی اور آفرین اور تحسین کی آواز ہر طرف سی بلند ہوئی بکاولی آداب بجالا کر راجہ سی رخصت ہو

تخت سے اوٹھکر اپنی باغچہ میں آئی گلاب کے حوض میں نہا دہو کر شاہزادے کی بغل میں سو رہی صبح کو اپنے معمول پر

ادہی سنگار کیا اور لگ بہی اندرسبہا سے اپنے اپنے کام میں مشغول ہوئے القصہ ہر شب وہ غیرت ماہ

اندر کے اکہاڑے میں جاتی پہلے تو اوسنے آگ میں جلاتے پہر راجہ کے حضور میں ناچتی گاتی جب تہوڑی سی رات

باقی رہتی رخصت ہوکر اپنے گہر آتی اور گلاب کی حوض میں نہا دہو کر اوس دریائے خوبی سے باہم آغوش

ہوتی اور اپنے جیکو ٹہنڈا کرتی اشعار

نہ کہلتی تہی شکایت کو کبہی لب — جلاتی تہی تن نازک کو ہر شب

نتیجہ وصل لیکن دلبر کا — شب وصال خوشی کیا جلیا سکا

وہ ہر تشنگی کو آب جاسے — جو جل مینکو نہو ویسا پانی

فراق اوسکا نہایت گوارا — وہ عاشق جو نہ کرتی ہی گذارا

اوسی کو چہنے جلنے کی لذت — جسے ہو شمع رویونکی محبت

سہا جاتا نہیں پروانوں سے — گوارا ہوتی ہو سب ناسزاوار

کہ شاہزادے کو ہرگز اس بات کی خبر نہ تہی ایک رات کا ذکر ہے کہ بکاولی تو اپنے معمول پر وہاں گئی تہی یہان

شہزادے کی آنکہہ کہل گئی پلنگ پر اوسے نہ دیکہا ہر طرف قصر اور باغ میں جاکر ڈہونڈہا لیکن کہیں اوسکا نشان

نہ ملا نہایت تنگ ہوکر اپنی خوابگاہ میں آبیٹہا اور بہا تنگ اوس نے تمام رات جاگ کر اوسکی راہ دیکہی کہ آخرش

کہیں آغوش ہی حالت میں سو گیا بکاولی بہی اپنے وقت پر آکر اوسکے پاس سو رہی صبح کو تاج الملوک نے بدستور جو اوسکو

ساتھہ سوتے دیکہا زیادہ متعجب ہوا لیکن دم نہ مارا اوس راز کو مطلق نہ کہولا مگر اوسکی تحقیقات کے

واسطے دوسری رات اپنی ایک انگلی چیر کر نمک چہڑک دیا کہ مبادا آنکہہ لگ جائے اور وہ بہید چہپے کا

چہپا رہے غرض آدہی رات گئی تخت پر آکر موجود ہوا بکاولی وضو بناو کرنے لگی اور شاہزادہ بہی

چپکے چپکے جاکر اوس تخت کا پایا پکڑ بیٹہہ رہا تب وہ بہی آکر سوار ہوئی اور پریان اوسکو لیکر اوڑین تاج الملوک

اوسی پایہ میں لٹک گیا پہر اسقدر بلند ہوا کہ زمین اوسی نظر آنے سے رہ گئی جب ہٹ راجہ اندر کے

پہ جا اوتارا بکاولی اوترکر ایکطرف کہڑی ہو رہی اور یہ بہی الگ ہوکر خدا کی قدرت کا تماشا دیکہنے

غرض جسطرح آنکہہ پڑتی تہی اودہر پریوں کا جمگہٹ نظر آتا تہا اور ہر طرف انواع قسم قسم کی سازوں کی صدا

راگون کی جو تمام عمر سنی تھی متصل چلی آتی تہی حاصل یہ کہ تاج الملوک نی وہ کچھ دیکھا جو کبہی نہ دیکھا تہا اور
وہ سنا جو کبہی نہ سنا تھا دنگ ہوکر رہ گیا اتنی مین کئی پریان دوڑین اور بکاولی کو آتشکدہ سے مین
ڈالدیا وہ جلکر راکھہ ہوگئی وہ اس حالت کو دیکھکر سب بہول گیا بے اختیار دونون ہاتہون سے
سر پیٹنے لگا اور جی مین یون کہنے لگا حیف ہے اسوقت طاقت نہین رکھتا ہون کہ پروانے کی طرح اس شمع کے
ساتھہ جلتا اور اپنے بدن کو راکھہ کرکے اوس سے ملتا کیا کرون کچھ بس نہین نہ قدرت فریاد کی ہے نہ جگہ
داد کی یہ تو اوسی ادھیڑبن مین رہا کہ اونہین مین سی ایک پری نے پانی چھڑکا اوسکی راکھہ پر چھینٹے کا
فی الفور زندہ ہوئی اور راجہ کی مجلس مین آئی شہزادہ بہی اوسکے پیچھے پیچھے چلا آیا ازبسکہ اژدحام تھا
کوئی کسیکو پہچانتا نہ تہا کسی نے نہ جانا کہ یہ کون ہے اور کیون کہڑا ہے اتفاقاً بکاولی کا پکہاوجی
بڑا ضعیف تھا ناتوانی کے سبب اچھی طرح بجا نہ سکتا تھا وہ رک رک کر ناچتی تھی اور بار بار
تیوری چڑہاتی تھی شہزادہ یہ حال دیکھکر بیچین ہوا آخر رہ نسکا سازندہ کی کان مین جہک کر کہا اگر تیری مرضی ہو
تو ایک دو گتین مین بجاؤن کہ اس کام مین چالدست ہون اوسنے اس بات کو غنیمت جانا پکہاوج کو حوالا
کیا یہ تو اسکام مین بانیکار تھا اور وہ اوسکی دام محبت مین گرفتار اوسکی خواہش کیموافق بجانے لگا پہر تو
کیفیت ناچ کی ایسی بنی کہ در و دیوار سے واہ واہ کی صدا آنی لگی راجہ بہی یہان تک محظوظ ہوا کہ اپنے گلی کا نو
لکھا ہار اوتار کر بکاولی کو عنایت کیا وہ ناچتی ناچتی جو پیچھے ہٹی بجنس پکہاوجی کی جاگہ پایا اسکے بعد
مجلس راگ رنگ کی برخاست ہوئی شہزادہ جسطرح گیا تہا اوسیطرح اپنی باغچہ مین آیا بکاولی گلاب کے
حوض کیطرف گئی یہ خوابگاہ مین جاکر سو رہا لیکن صبح کے وقت مسکراتا تہا پری نے پوچھا کہ خیر ہے آج
مسکرانے کا کیا سبب ہے کہا کہ رات کو عجیب خواب دیکھا ہے اسواسطے ہر گھڑی مجھے ہنسی
آتی ہے وہ کہنے لگی خدا خیر کرے مین بہی سنون کیا دیکھا ہے تاج الملوک بولا یہ دیکھا ہے کہ
تو رات کو کہین جاتی ہی اور مجھے خبر نہین کرتی بکاولی سنکر ڈری کہ مبادا یہ بھید اسپر کہلا ہو اوس

اور اچھا گیا یہ بھی میرے ساتھ وہان گیا ہو سید ہوئی کہ سب نیند پھر کہنی لگی اور یہی کچھ دیکھا یا نہین شہزادہ
بولا گویا آجکی رات مین بھی تیری ہمراہ گیا ہون اسطرح کہ یہان ایک تخت لائین اور اوسپر سوار ہوئی
اور مین پایہ ہی پکڑ کا رہا چلا گیا بس آگے نہین کہتا کہ خواب کی بات ہی سے ورا ہوتی ہے اعتبار نہین کچھی
خواب ہے خیال ہے سنا یہ کون کہ بکاولی بولی کہ تجھے میرے سر کی قسم جو دیکھا ہی سب کہہ غرض تاج الملوک تھوڑا
پھر خاموش ہو رہا اور وہ قسمین دے دے کر پوچھتی جاتی آخر سارا ماجرا اوسنی آخر تک ہو بہو کہہ کر
سنایا اور وہ ہار راجہ کا بخشا ہوا تکیہ کے نیچے سے نکالکر دکھلایا تب پری نی اپنا سر پیٹ لیا اور غش
ہو گئی ایک دم کے بعد بولی شاہزادے یہ تو نے کیا کیا اپنا دشمن تو آپ ہوا دیکھ مینے تیری خاطر
مان باپ کو ہاتھ سے کیا کیا رنج اوٹھائے اور ہر کسی ناکس کے طعنے کھائے یہانتک کہ ہر رات آگ مین
جلنا قبول کیا مگر تجھے نہ چھوڑا اور تیری راہ سے منہ نہ موڑا چنانچہ تو نے آنکھون سے بھی یہ تماشا دیکھا تجھے
کہنے کی حاجت نہین کاشکے تو اوس مجلس مین نجاتا اور اپنے گھر مین میری جدائی کا صدمہ اوٹھاتا
تو بہت بہتر تہا کیونکہ اسکا انجام اچھا نہین اب حیران ہون اگر تجھے نہ لے جاؤن تو بنتی نہین جو لیجاؤن
تو کہان تک چھپائے رکھون خیر جو کچھ تقدیر مین ہے سو ہی اسی مگر آج اپنا طالع آزماتی ہون تجھے بھی لیجاتی
ہون اپنی کہ لذتی ہون آگے جو مرضی خدا کی چنانچہ معمول کے وقت تاج الملوک سمیت گئی اور راجہ سے سلام
مجرے کے بعد عرض کی کہ آج ایک بجانے والا بہت چالاک اپنے ساتھ لائی ہون اگر حکم ہو تو یہان آکر بجائے راجہ نے
فرمایا بہت اچھا ہماری ہان خوشی ہی الغرض وہ بجانے لگا اور وہ نازنین ناچنے لگی آخر یہ کیفیت ہوئی کہ سارا
محفل عش عش کر گئی راجہ بھی مست ہو کر جہومنے لگا اور اوسی عالم مین فرمایا مانگ جو مانگا چاہتی ہی مجھ سے مانگ
یہ سنکر بکاولی نے آداب بجالا کر عرض کی کہ مہاراج کی بدولت لونڈی کو کسی چیز کی کمی نہین اور کچھ ہوس
دل مین باقی نہین مگر اس پکھاوجی کو بخشئی کہ یہی آرزو ہے اسکو چاہتا ہے اور یہ تجھے چاہتی ہی بہت اچھا
ذرا تو اسکا مزا چکھو اور لذت اوٹھا تو چاہتا ہے کہ بکاولی سے پری کو بھی محنت و مشقت پہاڑ

لیجاؤن اور اپنی بغل گرم کرون یہ نہوگا پھر بکاولی کیطرف منہ پھیر کر کہا اے شاہ کیا کرون تجھسے ہار گئی
ہون جاؤ سے تجھے بخشا لیکن بارہ برس تک تیرا نیچے کا دھڑ پتھر کا رہیگا یہ حرف جو اوسکے لب سے نکلا کہ
منہ سے نکلا وہ ویسے ہی پتھر کی ہو کر غائب ہوگئی

اشعار

ہیہات ازل سے یہی ہے عالم	شادی کی صبح ہی ہے تو ام	دم بھر کی بہار مہمان ہے	آخر وہی باغ میں خزان ہے
کہ سر سے گرتی ہے تاج شاہی	کہ خاک پہ بستر تباہی	گل سا کبھی ان اثر نے دیکھی	کہ دل پہ ہزار داغ دیکھے
	دم بھر جو نشاط و عیش سے ہو	خمیازہ پھر اوسکا عیش سے ہو	

بائیسوین داستان تاج الملوک کی سنگلدیپ مین پہنچنے کی اور بکاولی سے ملنا اور چتراوت راجہ کی بیٹی کا اوسپر عاشق ہونا

کہتے ہین کہ بکاولی راجہ اندر کی بددعا سے پتھر کی ہو کر وہان سے غائب ہوگئی اور شہزادہ سیماب کے
مانند بیتاب ہوکر لوٹنے لگا تب اوسکو پریون نے اوٹھا کر نیچے ڈال دیا وہ ایک جنگل مین جا پڑا تین روز تک
بیہوش پڑا رہا چوتھے دن جو آنکھ کہلی تو سمجہا کہ دلدار پہلو مین خار دیکھے ہر طرف جا کر شور و فریاد
کرنے لگا اور بکاولی کی خبر ہر ایک درخت سے پوچھنے لگا ایکدن اسیطرح ایک سنگ مرمر کے تالاب تک
جا پہنچا چارون طرف سیڑھیان پاکیزہ اور خوبصورت بنی ہوئی تھین اور میوہ دار درخت بھی بہت سے
اوسکے گرد لگے تھے شہزادے نے ایکساعت وہان دم لیا پھر نہا کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے
بیٹھا اور اپنی محبوبہ کی فکر مین سو گیا ناگاہ کئی پریان کہ اوسکے حال سے واقف تھین وہ بھی وہان
پہنچین اور اوسی تالاب مین نہا کر بال سکھانے لگین اونمین سے ایک کی نظر جو شاہزادے پر
جا پڑی سہیلیون سے کہنے لگی بکاولی کا پیارا یہی ہے تاج الملوک کی کانین جو ہین یہ تو اونکی
آنکھین کہولین وہ بولین سی باچشم خونبار پوچھا تمہین کچھ معلوم ہے کہ بکاولی کہان ہے اونکا دل
اوسکا حال زار دیکھکر بھر آیا بولین کہ انکھون سے تو نہین دیکھا مگر سنا ہے کہ سنگلدیپ مین ایک بتخانے مین ہے

مگر چوکا وہ ہر رات تک پتہر کا ہو گیا ہی تمام دن اوس مندر کا دروازہ بند رہتا ہی اور پہر رات کی بعد صبح
تک کہلا شہزادے نے اوس سے پوچہا کہ وہ کسطرف ہی اور کتنی دور ہے اونہون نے جواب دیا راہ کی
صعوبت تو ایک طرف آدمی اگر ساری عمر چلے جب بہی وہان نہ پہنچے تاج الملوک یہ سنکر مایوس ہوا اور
اپنی زندگی سے ہاتہ اوٹہا کر ٹکرین مارنے لگا اور پتہرون سے سر پہوڑنے لگا پریون نے اوس کے
حال پر رحم کہا کر آپس مین مصلحت کی کہ اس آفت رسیدہ کو پہنچا دیا چاہیے آگے اوسکی قسمت مین جو
ہونا ہی سو ہوویگا فورا اوسے لے کر اوڑین اور بات کی بات مین وہان پہنچا دیا ایک لمحہ کی بعد
ہوش و حواس کو ذرا حواس آئے تو کیا دیکہتا ہے کہ ایک شہر رشک بہشت برین زمین پر آباد ہی اور
کہایت اوسکا سواد ہے زندگی مرد وہان کوئی بصورت نظر نہین آتا بلکہ درخت ہی وہان کے
ایسے قد و قامت رکہتے ہین کہ دیکہنے والے دنگ رہتے ہین آخر سیر کرتا بازار کیطرف جا نکلا
راہ مین ایک برہمن پجاری ملا اوس سے پوچہا کہ دیوتا تم کون سے ٹہاکر دوارے کی پجاری ہو برہمن نے
کہا کہ راجہ چترسین جو اس ملک کا والی ہے اوسکے ٹہاکر دوارے کا مین پجاری ہون پہر تاج الملوک
نے پوچہا کہ اس شہر مین کتنے ٹہاکر دوارے مندر ہین جو معروف و مشہور تہی برہمن نے بتا دئے پہر کہا کہ
تہوڑے دنون سے دکہن کیطرف دریا کے کنارے ایک نیا مندر پیدا ہوا ہی دن بہر اوسکا دروازہ
نہین کہلتا کوئی نہین جانتا کہ اوسمین کیا ہے شہزادہ یہ بات سنکر خوش ہوا اور اوسیطرف چلا کہ
دریا کے کنارے مندر کے دروازے پر بیٹہ رہا پہر رات جب گذری اوس استہان کے کواڑ یکایک
کہل گئے تاج الملوک اندر گیا دیکہا کہ بکاولی آدہی بصورت اصلی اور آدہی پتہر کی دیوار کا تکیہ لگائے
پاؤن پہیلائے بیٹہی ہے اسکو دیکہکر حیرت سے پوچہا تو یہان کیونکر آیا اوسنے تمام ماجرا کہہ سنایا پہر
ساری رات دونون باتون مین مشغول رہے پہر صبح ہونے لگی بکاولی نے شہزادے سے
کہا اب تو یہان سے جا

اگر آفتاب نکل آئیگا تو چہپا نہیں ہو جائیگا اسکے بعد ایک موتی اپنے کان سے نکالکر اوسکو دیا کہ بالفعل
اسے بیچکر اسباب درست کر اور چند سے اوقات کاٹ تاج الملوک لیکر اوسے شہر مین آیا اور اوسے
ہزار روپے کو بیچ کر ایک حویلی تختہ مول لی اسباب ضروری بھی بنا لیا اور کئی خدمتگار نوکر رکھے
جب رات ہوتی بکاولی کے پاس جاتا اور صبح اپنے بکاؤنے مین آتا اسیطرح ایک مدت گذر گئی بعضے
اشخاص ہمسایے کے شہزادے سے آشنا ہو گئے تھے اوسکو شہر کی سیر دکہانے لگے ایکروز تاج
الملوک اونکے ساتھ سیر کو نکلا تہا ایک گروہ سر و پا برہنہ بحالت تباہ نظر آیا شہزادے نے یارون سے
پوچہا کہ یہ اشخاص اگرچہ بلباس فقیر ہین لیکن بصورت امیر معلوم ہوتے ہین خدا جانے اسکا سبب کیا ہے اونمین
ایک بولا انمین بعضے شہزادے ہین اور کئی امیرزادے لیکن سب جلے ہوئے آتش عشق اور
اشتیاق کے اور نشانے ناوک فراق ہین انکا قصہ یون ہے کہ راجہ چترسین کی ایک بیٹی مہ پارہ بلکہ آسمان
خوبی کا ستارہ ہی اوسکے مانند کوئی عورت جہان مین نہین ہے

اشعار

مانند طوبی ہی قد موزون سی بقد اوسکی ہی جسکا قد شمشاد سکون	لی نکلتی ہی چشم میگون سی ہی سینہ سخت اوسکا مثل ہیرون تنگ نا ہوں جگہ کہ تا ہے	ایکرون کشتی اوسکی ابرو کی امر تا اوسنی آنکھ ہین ہین آنکھی اوسکی کوچہ کی ہمت راہ وہ لی	لاکھ بندی ہین تیر مژگان کی دم مین بہین ہی اور جلا دین ہی

تہہ مختصر ایک تو وہ آپ ہی پیاری قاتل غیر و مسلمان ہے دوسرے اوسکے ساتھ اور بھی دو کافر تن
نامعلوم یار ہین ایک تنبولی کی لڑکی نیلا نام اور دوسری مالی کی چیلا اہم ہا سمی ہے غرض تینون آپسمین
اخلاص ایسی رکھتی ہین او شنا جانا سونا کھانا مینا و نشاط ایک ایک جگہ ہے اور اپنے اپنے
گہر کی بھی ہر ایک آپ مختار ہے جسے پسند کرے اوسی سے ہو کسیکو اس بات مین دخل نہین لیکن ابتک
کوئی اونکا منظور نظر نہین ہوا اور انکو منین نہین شہر شہزادہ یہ سنکر چپکا ہو رہا اتفاقاً ایک روز آوارہ
پیایان عشق ادہر جو ہمشیر کے محل کے نیچے جا نکلا تماشائی اوسکے گل رخسار کو بلبل وار تکنے لگے تھے او

در دیوانون کیطرح اپسمین کچھ کچھ بکتے تھے اور وہ پرئ زاد بیٹھی جہروکے سے دیکھ رہی تھی کہ شہزادہ اوس سے
دوچار ہوا عشق کا تیر دل کے پار ہوا عنان صبر و شکیب ہاتھ سے چہٹ گئی متاع ہوش و حواس لٹ گئی بیخود ہو کر گر پڑی
تلملا اور چیلانی دوڑ کر اوٹھایا منہ پر گلاب چہڑکا عطر سونگہایا کچھ تھوری ہوش آیا لیکن سسکی کی سی حالت پر تھی
اونھون نے حال پوچھا اوسنے کچھ نہ بتایا حیرت کو منہ پر اوسیطرح رہی دیا تب تلملا ای کھڑکی سے نیچے جہانک کر
شہزادیکو دیکھا اور چہرادت سی بیتابی کا سبب دریافت کیا پہر تسلی دے کر کہنے لگی کہ اے رانی تیرے
بیقراری نے تو تجھکو دیوانہ بنایا اور اضطرابی نے دامن صبر چہڑایا اتنی کیون گھبراتی ہے اور کسواسطے
اپکو دیوانہ بناتی ہے تیرے باپ نے تو بیاہ کی تجویز تجھپر موقوف رکھی ہے جسکو تو پسند کرے گی
اوس سے تیری شادی کریگا خاطر جمع رکھہ اس جوان ابلق سوار کو جسکو دیکھکر تیری حالت تغیر ہوئی ہے
اگر فرشتہ ہے تو بھی دام سے جا نہین سکتا اور کوئی اوسکو چہڑا نہین سکتا دیکھ تو ایسے جال مین
پھنساتی ہون کہ ہل نسکے اور ایک قدم آگے چل نسکے یہ کہکر ایک کٹنی اوسکے حال کی تحقیقات کو
بھیجی وہ عجب ایک شوخی و طنازی سے آئی اور آتے ہی شہزادے کے گھوڑے کا شکاربند پکڑ کر کہنے لگی
تو نہین جانتا کہ یہ شہر مقتل غربا ہے اور یہان عاشقون کو سولی دینا روا ہے یہان کے پریرو
مرغ زیرک کو تار زلف مین ادا سے پھنسا لیتے ہین اور ایک نگاہ ناز سے خاک پر گرا دیتے ہین
تو کس جرأت اور دلیری سے ادھر ادھر پھرتا ہے اور بادشاہون کی محلون کیطرف دیدہ بازی کرتا ہے
مگر آتش کا پرکالہ ہے جو شمع رخون کے دل کو پگہلاتا ہے اور سنگدلون کے کلیجے کو موم بناتا ہے
کدہر سے آیا ہے اور کہان کا رہنے والا ہے اپنے حسب اور نسب اور وطن سے آگاہ کر تاج
الملوک اوسکی باتون سے تاڑ گیا کہ کسی کی بھیجی ہوئی ہے بولا اے جھکو بہت باتین نہ بنا میرے داغ دل سے
کوئی کو نہ اوٹھا جا اپنے کسے جھوٹھ سے زخم پر مرہم لگا سن وطن میرا مطلع خورشید سے روشن تر
ہے اور نام میرا منبر سلاطین سے دریافت کرلے جسکی تو بھیجی ہوئی آئی ہے اوس سے جا کر کہدے کہ مجھے

جب کہ پہنچا تھا بازار مین لیگیا جوہری دیکھکر حیران ہوئے وہین جا کر خبر کی کہ ایک شخص ایسا جواہر
بیچنے لایا ہے کہ ہمنے ساری عمر نہین دیکھا اور بادشاہ کے سوا کوئی بھی اوسکی قیمت دے نہین سکتا سنتے ہی
راجہ نے کئی جوان اوسکے ساتھ کردئے اور اوس غریب الوطن کو ناحق پکڑوا منگایا دیکھا تو وہی شخص ہے فی الفور
اوسے چوری کی تہمت لگا کر قید کیا اور راجہ کو یہ مژدہ سنایا کہ پرندہ دام تو تڑا کر اڑ گیا تھا آج قریب ہی
مین تھا اوسی پھر پکڑا اب یقین ہے کہ جو آپ کہینگے قبول کریگا

بیسوین داستان شاہزادہ تاج الملوک کی چتراوتی اور کھو دینی پھر ملنی جمن کاولی کی

جب شاہزادے کو راجہ چترسین نے بندیخانہ مین نہایت تنگ کیا کہ چتراوت سے شادی قبول کرے
لیکن وہ قید کی سختیان ہرگز خاطر مین نہ لاتا تھا کاولی کے فراق مین فریاد چلاتا تھا اور دیوار سے
سر ٹکراتا تھا ایکدن وہان کے داروغہ نے راجہ کی خدمت مین عرض کی کہ وہ گرفتار ہجر مانند مرغ
نیم بسمل بیقرار دن رات خاک پر لوٹتا ہے اگر اوسے جلد آزاد نہ کیجیئے گا تو خون ناحق سر پر
چڑھیگا شاید عنقریب تڑپ تڑپ کر مر جائیگا مہاراج نے اوسے پوچھنا چاہا لیکن بیٹی کو کہلا
بھیجا کہ ذرا جا کر اپنی شمع جمال کا پرتو اوس پر ڈال شاید تجھپر پروانہ وار پگھل جائے اور اوسکی شمع عمر
جل جائے چتراوت یہ بات سنکر نہایت شاد ہوئی اور اپنے کو آراستہ کیا حسن مادرزاد کو زیب و زینت
سے دونا کر دیا پھر بلا اور چلا بھی بن ٹھن کر زہرہ و مشتری کے مانند اوس ماہرو کے ساتھ
ہوئیں غرض تیوت شاہزادے کے پاس پہنچین اشعار

کسی زندان مین وہ رشک زلیخا
کہا فی الفور اوسکے آگے سیکا
پھر آئی اسکے سینے کیا سے
چنان جسکے سورج کو جلایا

وہان اوسنے یوسف ثانی کو دیکھا
وہ کیا تھی یعنی زندان شل کو سہی
کہ چاندی چاند کی جیسے جلا جائے
منہ کہا تھی معطر دونون تن سے

پہای نذر وہ لائی تھی جو جو
عقیق لب بھی بکا گل ہی خوشتر
رخ گلرنگ کا وہ زرد کہنا
مہکتا شر زدہ کی مشک ختن سے

پہر اس آنکہ کو کوئی دیکہتا بادام | عوض غنچہ کی زلف عنبر قلم | رکہا سیب تن پہر اوسکی لگی | کہ اوسکا بہی ضرہ وہ شوخ چلبلا
نگر کوئی انار سینہ صحتی | و لطافت اوسکی کی شرم و حیا سے

لیکن شہزادہ کی نظر قبول و نہین ہی کسی پہ پڑی اوسکو کوئی چیز اوسکی نگاہ پہ نہ چڑھی فی الواقع اگر چیتراوت کی
آتش باطن تاثیر دار نہوتی تو پہر اوسکی تحفہ ظاہری خراب جاتی ساری محنت رائگان ہوتی
حسن العزیز رسول مقبول نے عبادت کو بادشاہ حقیقی کے قدر کے لایق نہ دیکہا عجز سے کہا کہ عبادت تیری
مین نے جیسی چاہیے نہین کی پہر کسکا منہ ہی کہ اپنی عبادت پہ نازان ہو بہتر یہی ہے کہ اپکو اوسکی محبت کی
کٹھالی مین یہانتک پگہلاے کہ اکسیر کے مثل خاک ہو جائے تا شاہان اکسیر پسند کی آنکہو مین سونے سے
زیادہ نظر آئے القصہ جب چیتراوت نے دیکہا کہ چشم جادو اور تیغ ابرو سے کچہ نہو سکیگا ناطاقت ہو کر
شہزادیکے آگے گر پڑی شپٹی لگی یہانتک کہ شہزادیکے دلکو صدمہ پونہچا بے اختیار اوٹہکر اپنی ہاتہ سے
نہ دیکہی سنبہالے فی الفور خوشخبری راجہ کو پونہچائی کہ چیتراوت گل مراد سے دامن بہر کر گہر مین آئی
چترسین سنتے ہی فی الفور شہزادیکو بند بیچارے سے نکالا حمام مین بہیجا خلعت شاہانہ مرحمت فرمایا پہر ایک کامل
الحسب نجومی کو دیا اور نیک ساعت دیکہلا اپنے خاندان کی رسم رسم کے موافق اس گل ناشگفتہ کو اس لعل گہر
وبہاں کی سلطنت بیاہ دیا تاج الملوک چیتراوت کی خلوتکدے مین آیا نربلا اور چپلا اپنے اپنے جہاں پر آکر کھڑی ہوئین
اوساوتہون نی کچہی گرمیان بہت دکہلائین لیکن شہزادے نے کسی کیطرف آنکہ اوٹہا کر نہ دیکہا سر نیچے کئے
بیٹھا تا جب پہر رات گذری اوٹہکر لبشر اسوا اور بکاولی کے منار کیطرف چلا چند روز سے جو اوس
گرفتار دام بلا کو نہ دیکہا تہا تڑپ رہی تہی اور سر دہی دے مارتی تہی اتنے مین شہزادہ بہی جا پہنچا
دیکہتے ہی شاد ہو گئی اور سنبہل بیٹہی لیکن ہاتہ پاون کی مہندی دیکہلا اوس رشک چمن کا منہ غصے
سے لال ہوا دل کو صدمہ کمال ہوا طاقت خموشی کی جاتی رہی کہنے لگی واہ واہ شہزادے اتنے
دنون کے بعد آئے خوب مگر رنگ لاتے معشوقونکا نام تو نے ڈبو یا وفا کو داغ لگایا رنگ عاشقی کا دم اب

سنا اسطرح کا جو اوسنے کلام ‌ ‌ لیا اپنا دل تھام ہو شستی تمام
دم سرد بھر کھینچ رونے لگا ‌ ‌ دل و جان کو ناتوانی کھونے لگا

پیٹنے جو دیکھا اوسے یکبار ‌ ‌ لگی آپ بھی رونے بے اختیار
بجا ہے بلیث وہ بیقراری ہی ‌ ‌ کہ دونوں طرف آہ و زاری کی

آخر کو وہ عاشق بیقرار ‌ ‌ گرا اوسکے قدموں پہ بے اختیار
کسی ہی تحمل کچھ کر سکے ‌ ‌ وہ تھا کر سر اوسکا گلے لگ گئی

کہ میں تجھسے ہیں نہیں چھٹا ‌ ‌ یہ شکوہ زبانی فقط تھا سیاہ
ہے منظور بس مجھکو تیری خوشی ‌ ‌ خفا ہو نہ [illegible]

وہی مصلحت تھی جو تو نے کیا ‌ ‌ ہیں عورت ہوں آخر میں کچھ کیا
ہوا تجھسے جو مجھکو وہ سب تھا ‌ ‌ ہو تو ذرا اپنے دلمیں ملول

ہزاروں میں [illegible] ‌ ‌ تو ہی جان و دل ہے مگر تیری بال

القصہ اسیطرح کی کلام آپسمین رہی پہر گہڑی اور دو بہر سے نا تہا اسطرف سے نیار تہا القصہ تاج الملوک نے
تیہ یوسف کا اور حیراوت سے شادی کرنیکا ماجرا مفصل بیان کیا اور اس آئینہ رو کی دل سے غبار کدورت
بالکل دہو دیا اتنے مین صبح نمود ہوئی تاج الملوک گہر گیا اور حیراوت کے پلنگ پر سو رہا اسیطرح ہر
ناغہ ہر شب محلات بکاولی کی باہر جاتا تہا اور دن حیراوت کے ساتھہ نقل اور حکایات مین کاٹتا تہا بکاولی تاج الملوک
کی ایسی حرکات سے نہایت حیران تہی اور اپنے دلمین کہتی تہی یا الٰہی طرفہ ماجرا ہے کہ باوجود اسقدر قرب کے
میرے دل کی آگ شہزادہ کی سینہ راز کو سلگاتی نہین اور اوسکے خرمن تحمل کو جلاتی نہین تعجب ہے کہ
بیدل و دلارام ایک گہر مین ہین اور تفاوت پورب پچہم کا سا ہے ای عزیز جبتک غیر کی
آنکہین اغیار کے حسن کو دیکہنے والی ہین تجہے یار کی صورت نظر نہین آتی ہرچند بے پردہ ہو پہلے خانہ
غبار کو دلکی سر زمین سے اوکہاڑ کر پہینک دے پہر گل رخسار یار کو آئینہ دل مین دیکہہ لے اگر تو اپنے
کاشانہ وجود کو بنظر تامل دیکہے تو اوسمین رنگ و بو کے سوا کچہہ نپاوے القصہ ایکدن حیراوت
نے شہزادہ کا گلا اپنے باپ سے کیا اور اوسکی بے التفاتی کا سارا حال کہا راجہ نے کئی جاسوس
شاہزادہ کے پیچہے لگائے تا اس بات کو جلد تحقیق کرین یہ تمام رات کہان رہتا ہے وہ اسی
تلاش مین تہی کہ اوسیوقت پہر گہر سے نکلا اور اسی مندر مین گیا رات بہر تا صبح سوتے ہی رہے

محل مین داخل ہوا فوراً اونہون نے جاکر راجہ سے عرض کی کہ شاہزادہ ولاستے مندر مین صبح تک
رہتا ہے اوس سیہ دل نے کئی سنگ تراش چالاک دست اوسیوقت بہیجے کہ اوسکو کہود کر پھینک
دین اونہون نے بموجب حکم کے اوس مندر کو بیخ و بنیاد سے اوکہاڑ کر دریا مین ڈال دیا تاج الملوک پہنچ
عادت پر جو وہان گیا تو اوسکا نشان بہی نپایا دیوانون کے مانند وہان کی خاک پہ لوٹنے لگا اور یہ رباعی
پڑہنی لگا **اشعار** ایجان اگر کہوج ترا پاؤنہین و مر مر کے وہان آکے پہنچا ؤنہین ۞ کچھ ہو نہین سکتا ہے
کرون کیا ای کاش ۞ بہت سے جتا زمین اور سما جاؤنہین ۞ آخر نا امید ہوکر دو ارہین مار مار کر رویا اور پھر آیا
خپید ہو تو اسکو بیقراری کی لذت اور آہ وزاری کی کثرت رہی جب اوس صنم کے وصل سے بالکل
مایوس ہوا دیکہا کہ بہی حاصل نہ دیکہا چترا وت کی جادو بہری باتون پر دہیان کیا غرض نسیم وار اوسکی
غنچۂ امید کو شگفتگی اور پریشان وصال سے اوسکی صدف آرزو کو یہ گہر کیا ۞ بلبسوین

داستان بکاولی کے پیدا ہونیکی ایک کسان کے گہر مین اور تاج الملوک اور چترا وت کے ملنے مین اور پہنچنے مین ملک سنگل دیپ کے

کہتے ہین کہ اوس بتخانہ کی زمین کو ایک کسان نے جوتا اور وہان سرسون بوئی تاج الملوک کبہی کبہی اوس
سبزے کو دیکہنے جاتا تہا اور اپنے دل بیقرار کو وہان کے سبزے سے تسکین دیتا تہا جب وہ پہولی اور
اوسنے بہار پیدا کی تب شاہزادہ دونون وقت وہان جانے لگا اور یہ رباعی پڑہا کرتا کہ اے گیاہ تازہ اونا ہے
کہہ تو پہولوں آئی ہے مجہی عشق کی اس ناسے بو نکلی ہو زمین ہی اسلئے پوچہتا ہون ۞ کہ نقش قدم کی کچہ بہی خبر رکہتا ہو
القصہ وہ کہیت پکا اور کسان نے کاٹا اوسکا تیل نکالا از بسکہ کسانون کا چلن یہہ ہے کہ جو چیز کہیت مین اوگتی
ہے اوسکو پہلے آپ کہاتے ہین اسلئے وہ آسکی جورو کے کہانے مین آیا باوجود کہ وہ بانجہہ تہی خدا کی
قدرت کاملہ سے حاملہ ہوئی اور نو مہینے کے بعد لڑکی پری پیکر جنی کسان کا گہر بے چراغ اندہیرا تہا ۞
اوس شمع کے پرتو سے روشن ہوگیا ہر طرف دہوم پڑی کہ ایک بانجہہ کے گہر سورج سی لڑکی

تاثیر سے ایک لڑکی نہایت حسین ایسی پیدا ہوئی کہ اوسکے حسن کی تحریر و تقریر کسی سے نہیں ہو سکتی
منہ کی چمک نے چودہوین رات کے چاند کو ماند کر دیا جب چودہ برس کی ہوگی تب سورج کو بھی داغ دیا گیا
رفتہ رفتہ یہ بات تاج الملوک کے بھی کان تک پہونچی جانا کہ یہ تاثیر اوسی سرسون کی ہے کسان کو
اوسکی بیٹی سمیت بلوا بھیجا جوہین نظر اوس لڑکی پر پڑی اوسکی شکل اپنی معشوقہ کی مطابق پائے نہایت
شاد ہوا سمجھا کہ یہان اوسکی جنم لیا ہی بہت سے روپے اوس کسان کو دیکر رخصت کیا کہ اس لڑکی کو
بخوبی پرورش کر جب وہ سات برس کی ہوئی ہر طرف اوسکی شادی کے پیغام کسان کو آنے لگے
لیکن وہ اس اندیشے سے کہ شاہزادے نے پرورش کیواسطے تاکید شدید کی تھی خدا جانے
آگے اوسنے کیا منظور ہے کہ بیرحجان پر آپنے سب کو منا جوابدیتا اور بہانہ یہ کرتا تہا کہ جسوقت
وہ سیانی ہوگی جیسے پسند کریگی اوسکے ساتھ بیاہ دونگا وقصہ مختصر جب اوسنے دسوین برس مین
پاؤن رکھا تاج الملوک نے اوس دہقان کے پاس ایک مشاطہ کی ہاتھ یہ پیغام بہیجا کہ اپنی لڑکی کی
شادی مجھہ سے کر دے یہ سنکر وہ بیچارا کانپنے لگا کہ مجھہ غریب عاجز کا یہ منہ کہان کہ بادشاہ کی
داماد کو اپنا داماد کرون اوسکا آخر بھی پہل ہوگا کہ میری بیٹی لونڈی ہوکر رہیگی نہرا افسوس ایسی
مہاسار کو راجہ کی بیٹی کی جیسی بناؤن اور اوسکے آگے سے کمواؤن یہ سنکر لڑکی نے کہا سنو بابا
بیانام کا دل ہے مین رہی ہون تم ایسی اندیشے نکرو سب طرح خاطر جمع رکھو کچھ وسواس نہین ہے کہ گل
بکاولی کی جگہہ آخر سر پر ہے اور وہ بیہا کا مکان شاہونکا فسر ہے تم شاہزادے سے کہلا بھیجو کہ چندی اور تہ
توقف کرے کسان بیچارہ چپ ہو رہا مشاطہ نے آکر سب ماجرا حضور مین عرض کیا تاج الملوک سنتے ہی
مارے خوشی کے دن آخر ہوئے سارا غم والم بھول گیا اور اوسکو بہت سا انعام دیکر رخصت کیا جب
بکاولی کے نحوست کے دن آخر ہوئے سیکڑون پریان چارون طرف سے وہان آئین اور سمن دیبی ہی
پوشاک بیتکلف اور جواہرات بیش قیمت لیکر مع تخت زرین آکر حاضر ہوئی بادشاہزادی نے پہنکر

بیٹے کہنا پینا جب بن بن چلی ماں باپ سے کہا کہ میں اتنے دنوں تمہارے گھر مہمان تھی اب رخصت
ہوتی ہوں باپ کا ہاتھ پکڑ کے اوسکے مکان کے پچھواڑے لیگئی اور اشرفیوں کا دیگچہ کسی مالی کا گڑا ہوا
تھا دیا کہ اسکو نکالکر خرچ میں لاؤ پھر رخصت ہوئی اور تخت پر سوار ہو بیٹھی پریاں فی الفور اوسکو اوٹھا کر
لے اوڑین اور جس جگہ کہ تاج الملوک چتراوت اور ترملا اور چپلا کو لیے بیٹھا تھا اوتارا اوتین بکاولی نے
سب کو وہیں چھوڑا آپ اکیلی اندر گئی اور چتراوت کا ہاتھ پکڑکر بہنوں کی طرح ناز سے گلے لگ گئی وہ
اوسکی سج دھج دیکھکر بے حواس ہوئی کہ مسند سے ودکر بیٹھی پھر بکاولی نے تمام اپنی سرگذشت شہزادہ سمیت
کہی اور اوسکی سننے سے بہت چتراوت نے کہا کہ میری جان اگر شہزادہ کی رفاقت منظور ہو تو بسم اللہ اوٹھ کھڑی ہو
تمہارا گھر ہے کچھ اندیشہ نکرو چتراوت نے کہا کہ میری جان شاہزادے کے ساتھ سے پھر اس جسم
خاکی کو کیونکر نہ سکون گی بدل حاضر ہوں اوسیوقت بکاولی نے پریوں کو اشارے سے کہا کہ تم ظاہر ہو کے
نقل کرتے ہیں کہ چپا بھر زمین سنگلدیپ کی پریوں سے خالی نرہی شہر میں یہ دھوم مچگئی لوگ گھبرا گئے
یہانتک کہ راجہ مضطرب ہو کر بیٹی کے محل میں دوڑ آیا دیکھتے ہی اوسکو شہزادہ
استقبال کیواسطے اوٹھ کھڑا ہوا چند قدم بڑھا اور اپنی مسند پر بیٹھایا پھر اپنا اور بکاولی کا
احوال مفصل کہکر سنایا پہلے تو بہت سا گھبرایا پھر نہایت خوش ہوا اور چتراوت کا ہاتھ پکڑکر
بکاولی کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ میری اکلوتی بیٹی ہے تیری پرستاری کیواسطے دیتا ہوں توقع
کہ اسپر نظر مہربانی رکھیو اور اپنی لونڈی جانیو یہ کہکر رخصت کیا تاج الملوک تخت پر سوار ہوا بکاولی اور
چتراوت داہنے بائیں بیٹھیں اور ترملا اور چپلا اوسکے سامنے پھر پریاں تخت کو لیکر اوڑین باتکی
باتمیں تاج الملوک کی ڈیوڑھی پر جاکر رکھدیا بکاولی اور چتراوت جو اندر گئیں زین الملوک نے وزیر کو بلا
بھیجا اور کہا ملک نگارین اور باغ اور قصر کا علاقہ اوسیکا تھا اور دیکر وہ آیا اور آپ جاکر اپنا نام و نشان
بتایا تاج الملوک نے اوسپر بہت سی نوازش فرمائی نذر لی خلعت دیا پھر وہ لشکر میں داخل ہوئی دلبر اور

محمود وہ دیکھتی ہی شہزادے کو نہایت شاد ہوئین پھر بکاولی اور چترا وت سی خوشی خوشی ملین

چھپلیسوین داستان تاج الملوک کی نامہ لکہنے مین فیروز شاہ اور مظفر شاہ اور اپنے باپ کو اور اونکے آنے مین اونکی تاج الملوک کی ملاقات کو اور روح افزا پہ عاشق ہونا بہرام کا

مصور نگارستان عشق کا اس داستان کی تصویر صفحۂ کاغذ پر یون کہینچتا ہون کہ تاج الملوک نے فیروز شاہ اور
مظفر شاہ اور زین الملوک کو مژدہ اپنے پوہنچنے کا لکہہ بہیجا اوسکو پڑھکر ہر ایک کا دل تر و تازہ ہوا چنانچہ
فیروز شاہ نے مع جمیلہ خاتون بڑی جاہ و حشمت سی سرستان کیطرف کوچ کیا اور مظفر شاہ حسن آرا
اور روح افزا کو ساتھہ لیکر اوسی تجمل سی روانہ ہوا اور زین الملوک بہی خاص محل کو ہمراہ لیکر بڑی کر و فر فوج اور
لشکر سی چلا غرض تہوڑے دنون مین ملک نگارین مین آ پوہنچے اور اوسکے گرد و نواح مین انسان اور
پریزاد کی ایسی کثرت ہوئی کہ تل دہرنے کی جگہہ نہی بارے تاج الملوک اور بکاولی کے دیدار سے
سب مسرور ہوئے اور ہر ایک کی دل سے رنج و الم دور ہوئے تین روز تک جشن کا ناچ راگ و نشاط
ہوا کیا چوتھے دن ہر ایک شاد و خرم رخصت ہوکر اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوا مگر بکاولی نے روح افزا
کو نہ چھوڑا کہ چند سے اور بہی اسکی صحبت سی حظ زندگانی اوٹھائے اور ایام جدائی کی سختیان سب دل سے
بہلائے عقیق کا دالان اوسکی خوابگاہ کیواسطے مقرر کیا وہ پری پیکر اوس حور سرشت کی ساتھہ
پہر رات گئی تک سرگرم گفتگو رہتی تہی پہر خوابگاہ مین جاکر سو رہتی تہی ایک رات کی نقل ہے کہ روح افزا کی
چوٹی سوتے مین کہڑکی کے باہر جا پڑی تہی اوسکے موباف مین ایک گوہر شب چراغ چمک رہا تہا بہرام بہی
اوسی وقت چاندنی کی سیر کرتا ہوا اودہر جا نکلا نگاہ اوسپر جا پڑی پہلے تو سمجہا کہ کالا اپنا من منہ مین
لئے جہومتا جاتا ہی پہر غور سے جو دیکہا تو معلوم کیا کہ کسی کی چوٹی مین لعل چمکتا ہی جیمین سوچا کہ شاید
بکاولی یہان سوتی ہو اور اوسکی چوٹی لٹک پڑی ہو لیکن دل اوسکا تمام رات پیچ و تاب کہاتا رہا آخر اوسکا
صبح کو سمن روپ سی پوچہا کہ فلانے مکان مین کون سوتا ہے اوسنے کہا کہ وہ روح افزا کی خوابگاہ ہے

سنتے ہی اوسکے عشق کا سودا بہرام کے سر مین پیدا ہوا اور اوسکی زنجیر زلف ڈہونڈہنے لگا چنانچہ دوسرے
دن آدہی رات کیوقت کمند مارکر اوس مکان مین جا کر اوترا اور دالان کے اندر بیتابانہ چلا گیا دیکہتا کیا ہے
کہ وہ رشک زہرہ ایک سونیکے پلنگ پر ناز سے سوتی تہی یہ کیفیت اوسکی دیکہکر کیفیون کی مانند سو گیا
اوسنی تو کبہی اوس شراب کو چکہا نتہا اوسکا نشہ سنبہال نسکا بدمستون کیطرح اوس پری پیکر کیم
سوکر چہیان لینے لگا فوراً اوسکی انکہہ کہل گئی دیکہا کہ بہرام ہے اگرچہ اوسکا عشق اسکے شیشۂ دل کو
چور کرچکا تہا لیکن اتنی چالاکی اور بیباکی اوسکے طبع نازک کو خوش نہ آئی بہت سا جہنجہلائی اور غیظ
مارکر ایسا دہکا دیا کہ کہڑکی سے گر پڑا اور زار زار روتا ہوا اپنے گہر چلا گیا صبح ہوتے ہی روح افزا نے چاہا
سے رخصت مانگی اوسنے ہرچند سماجت اور منت کی کہ چند روز اور بہی رہو روح افزا نے نمانا اسواسطے
کہ اگر رات کی بات ظاہر ہوگی تو بکاولی مجہی ہنسی مین لیگی اور چہیڑیگی آخرش نہ ٹہہری اور جزیرۂ فردوس
کی راہ لی لیکن بہرام کے عشق سے ذرا کو چین سے نہ بیٹہتی تہی اور رات کو ایکدم آرام سے نہ سوتی تہی بلکہ
اکثر اوقات شمع فانوس کیطرح تنہا روتی تہی اور ساعت بساعت سموم غم سے مرجہاتی تہی اور اپنی نرگس
مین گہڑی گہڑی آنسو بہر لاتی تہی سچ ہے کہ جو کوئی دیدۂ غور سے ملاحظہ کرے تو عشق کی بیتابی
معشوق مین زیادہ دیکہی یہ وہ گروہ ہے کہ کسی کے گلے مین کمند عشق ڈالکر دور سے اپنے حضور مین
کہینچ لے اور کسیکو فلاخن ہجر سے دور پہینک دے

چہلیسوین داستان بہرام کی جزیرۂ فردوس مین پہونچنے کی سمن رخ کی مدد سے اور روح افزا کی ملنے مین بنفشہ کی توجہ سے

کہتے ہین کہ بہرام روح افزا کے فراق مین یہانتک نحیف ہوگیا کہ دبلاپے سے انکہہ مین حلقے پڑ گئے لیکن
اس بات کی سمن رخ کے سوا کسیکو اطلاع نتہی چنانچہ وہ مدام اوسکو نصیحت کرتی کہ اے بہرام اس خیال سے درگذر
اور دل سے یہ اندیشۂ فاسد دور کر کیونکہ غیر جنس کا شجر محبت سوا فراق کے کچہ ثمر نہین دیتا خاک

دوسی جس سے جلیسہ ہوائی اور اضطرابی جسکو رہی اور ناچتی ایک پری کی تجھی دیکھہ اور دردسہی تاج
الملوک کی بات پر پہنچا کہ نادر ہے یہ اتفاق ہو گیا کہ بکاولی کی طبیعت اوس پر آگئی والا آدمی اور پری مین کیا
مناسبت لطیف اور کثیف مین ملاقات کی کون صورت لیکن بہرام جسکا ساتھ کرتا تھا کچھ جواب نہ دیتا تھا
یہ سب سنتا تھا بہت نصیحت کرتے ہو ناحق تم اتنی نہین جانتی کہ زنگی سے سیاہی نہ جب سمنرو نے دیکھا
کہ خار عشق بہرام کے جگر مین ایسا چبھا ہے کہ اوسکا نکالنا بہت دشوار ہے کہا ای خود فراموش اس مہم
مین مجھسے تیری امداد اور تو کچھ نہین ہو سکتی لیکن اگر تو کہے تو مین جزیرۂ فردوس مین تجھی پہنچا دون
پھر آگے تیری قسمت ہے وہ اسبات پر خوشی راضی ہوا تب سمنرو نے اوسکو زنانے کپڑے
اور گہنا جسقدر مناسب تھا پہنایا بہرام امرد تھا ہو بہو ایک رنڈی پری پیکر بنکر اور چلا پھر اوسکا
ہاتھ پکڑکر جزیرۂ فردوس کو لی اوڑی اور اپنی منہ بولی بہن کے گھر مین کہ اوسکا نام بنفشہ تھا اور وہی مشاطہ
روح افزا کی تھی جاکر اوتری وہ سمنرو کے آنے سے نہایت مسرور ہوئی اور پوچھنے لگی کہ یہ جوان لڑکی
تمہارے ساتھ کون ہے اوسنے کہا کہ میری وہی بہن ہے اسکا جی اس سرزمین کی سیر کو بہت چاہتا
تھا اسواسطے مین تمہارے پاس لائی ہون اسے خوب طرح سیر کراؤ تماشے دکھاؤ اونے کہا بہت اچھا اکھونسی
پھر سمنرو رخصت ہو کر بکاولی کے پاس آئی اور بہرام بنفشہ کے گھر مین سادہ اور دنیا کی نعمتین کھلاتی تھی
اور مہربانی سے دلکو ہر ایک باغمین لیجاتی تھین اور سیر دکھاتی تھی شام کیوقت گھر آتی تھی پھر اپنی
مشاطگی کا اسباب لیکے صبح روح افزا کی خدمت مین جاکر حاضر ہوتی تھی اسیطرح چند روز گذرے ایکروز بنفشہ
کہین گئی تھی بہرام نے جو گھر خالی پایا اوسکی مشاطگی کی اسباب مین سے آئینہ نکالکر اوسکی پشت پر یہ لکھا

روشن تھا یہ کچھ صبح نکو کی آئینہ ‖ جمکا ہی میری آتش کیا روی آئینہ
غیرت سے پیٹھ رکھی تھی کہ اسی جوہی ‖ کیون نہ دیکھتا ہے جہان جہان سے آئینہ
آئینہ ایکدم نہ ٹھہرتا تری حضور ‖ مشاطہ اپنی تو سعی کل ادب
سر کھینچ جب تجھی کبھی نہ سے ‖ ہاتھ میں عکس لعل زلفون کی آئینہ
اچھا تھی جب جھلکی زلفونکی آئینہ ‖ نظر لکی اسکی صبح وجھکہ آئینہ

غرض بنفشہ اپنے وقت پر مقابہ اور سنگاردانی لیکر روح افزا کی پاس جا کر حاضر ہوئی پہر کنگہی اور چوٹی کرکے
آئینہ جو اوسکے ہاتہہ مین دیا شہزادی کی نظر جو اوسکی پشت پر جا پڑی نوشتہ دیکہا اور سوا اوسکو
پڑہکے معلوم کیا ہر چند راقم اوسکا بہرام کے سوا کوئی نہیں لیکن ایسا تکو اسطرح دریافت کبہی نہ تہا اوسکے
آنیکا یقین ہو جاتے اور وہ غدغہ دلمین رہے مشاطہ سے یون مخاطب ہوئی اری بنفشہ جو چیز ہمیشہ رہے
وہ کیا ہے اور وہ شے جو مدام غم کے ساتہہ ہے کون شے ہے اوسنے ہر چند غور کیا لیکن جواب
معقول نہ سوجہا عقل کی کہ اسکا جواب لونڈی کل دیگی اسوقت معاف کیجئے کیا گہبرا گئی مگر اس
پہیلی کی بوجہنے مین نہایت متفکر تہی اوسکی گہبرائی صورت بہرام نے دیکہکر پوچہا بوا آج اتنی گہبرائی
کیون ہو تب بنفشہ نے سوال روح افزا کا اوسکے سامنے بیان کیا اور کہا مجکو اسکے جواب مین کچہہ نہیں سوجہتا
ہی اوس حکیم مطلق کا نیرنگ دوام ہے اور شادی غم سے وابستہ مدام ہے بہرام نے یہ سنکر کہا اس
سوال کا یہ جواب ہرگز نہین بلکہ یہ ہی حسن عاشق کے منہ پر معشوق کے ہاتہہ کی طمانچے لگے ہین وہ ہمیشہ خوش
ہے اور مدام ناخوشی سے تاکے کام وہ ہے کہ جیسا مطلوب محبوب ہے اور وہ ہر ایک کے اپنا محبوب سمجہتا ہی
نقل مشہور ہے کہ مجنون سے پوچہا کہ خلافت پیغمبر کی بعد خلفای راشدین کی حق کسکا تہا اوسنے
جواب دیا کہ لیلی کا القصہ بنفشہ نے اوسکا جواب دیا ہوا صبح کو روح افزا کی حضور مین جا کر عرض کیا
سنتے ہی اوسکو بہرام کے آنیکا یقین ہوا اور بنفشہ سے پوچہنے لگی سچ کہہ یہ جواب کسنی دیا اوسنی ہر چند کہا کہ اسکو
میرے ہی خیال مین گذرا تہا لیکن پری نے ہرگز نمانا بنفشہ نے مجبور ہو کر کہا کہ سمن رو پری اپنی منہ بولی بہن کو اس
سرزمین کی سیر کیواسطے میری گہر مین چہوڑ گئی ہے اوسنی یہ جواب مجہکو سکہایا ہے روح افزا
نے کہا اوسکو ہمارے پاس کبہی نہ لائی بہلا آج تو اپنے ساتہہ لے آئیو ایک نظر مین بہی دیکہون اوسنے
کہا بہت اچہا اوسکی اور میری دونون کی سعادت ہی چنانچہ شام کے وقت بہرام کو پہنا اوڑہا کے
اپنے ہمراہ لیگئی روح افزا نے دیکہتے ہی پہچان لیا کہ بہرام ہے لیکن اغماض کیا اور کچہہ متوجہ ہوئے

وہ سمجہا کہ اسنے اب تک بہی نہین پہچانا شاید آئینی کی پشت نہین دیکہی اور پہر الٹکہا ملاحظہ نہین کیا قصہ کوتاہ جب
بنفشہ چوٹی گوندہ چکی شہزادی نے آئینہ مانگا بہرام نے جلدی سی اوٹہا کر پشت کیطرف سی اوسی دکہایا
غنچہ دہن بی اختیار کہلکہلا کر ہنس پڑی اور بنفشہ سی کہنے لگی کہ ای تمہاری بہن نہایت کودن ہے کہ اب تک
آرسی کی پشت و رو نہین جانتی آجکی رات اسی یہان چہوڑ جاؤ ہم اسکے ساتہہ نہین بولین چالین گی پہر گئے اوس نے
عرضکی بہتر ہی جمین خوشی اور اوسکی بہراسر سر افرازی یہ کہکر وہ تو اپنے گہر آئی اور یہ دلارام کی خلوتخانہ مین
رہا لیکن یہ اگر بہرام زنانہ لباس نہ پہنتا تو ہرگز اپنی معشوقہ سے اتنا جلد نہ ملتا اور اپنی مطلب کو نہ پہنچتا فی
الواقع جو عاشق کہ معشوق کا رنگ لیتا ہی معشوق خود عاشق اوسکا ہو جاتا ہے چنانچہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے بہی اس وضع کا کلام فرمایا ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ خصایل خدا کی پیروی کرو تا قرب
اوس سے حاصل ہو جب امور عالم کے انتظام دینے والون نے نقاب ظلمات سے چہرہ روز کو چہپایا اور
چادر مہتاب کا فرش نورانی سطح زمین پر بچہایا روح افزا پریون کی مجلس سے اوٹہکر خلوت سرا مین آئی بہرام کو
تنہا اپنے پاس بٹہا کر اوس آفتاب صورت نے اجنبیون کیطرح سر رشتہ سخن کا نکالا کہو بی تمہارا نام کیا ہے اوسنے
کہا کہ چہنگ [illegible] وہ نام تو مجہہ سی کب کا چہوٹ چکا ہے تیری نام کے سوا کچہہ یاد نہین شہزادی نے پوچہا
یہان کس واسطی آئی ہو جواب دیا کہ بیدانی کی آپکا سبب شمع ہجر کی روشن ہوا [illegible] پوچہا جانتی ہو بہرام کی
[illegible] باتون ہی تو بہت محظوظ ہوئی لیکن ظاہر مین ترش رو ہو کر بولی ای مکارہ عیارہ تیری
باتون ہی مین نے پہچانا کہ تو رنڈی نہین بلکہ مرد وا ہے یہ ہیکل نکالکر تو یہان واسطی [illegible] ناموس کو برباد کیا
[illegible] اس مرد [illegible] مین اسکی کہسی سزا دیتی ہون اور رسوائی کا بدلا کیسا لیتی ہون مہ پارہ کا رنگ اور فرش سبز اور
حلاوت مسکراہٹ تہا ناز و نیاز کے بہید اوسپر کہلے تہی اوسکی علاوہ طمانچو نکا صدمہ آگے اوٹہا
چکا تہا وہ نازکی باتون کو سچ سمجہا یقین ہوا کہ اب پہر مارا جاؤنگا اور نکالا جاؤنگا ماری ڈر کی تہر تہر
کانپنے لگا اور اس شعر کو پڑہکر بیہوش ہو گیا شعر گر قتل کہ تیری آگے مرنا ؛ بہتر کہ دور زندگانی پہر تو پڑی اوسہم گئی

کہنا واقعہ ہے اسکی جانب آتی ہے اور جفا کارون مین میرا نام لکہا جاتا ہے بے اختیار دوڑ پڑی اور سر اوسکا
اپنے زانو پر رکہکر رخ گلفام کی بو یہانتک سونگہائی کہ اوسکو پہر ہوش مین لائی الغرض اگر اپنی تو عقل کو
حاملتون سے زیادہ نہ چمکائیگا تو تجلی یار سے فایدہ نہ پائیگا اگر تو یہ ہستی موہوم نہ چہوڑے تو حباب ابدی
کب تیری پاس آئی جو راہ عشق مین آپسے نہ گذرا وہ منزل مقصود مین کب پونہچا القصہ بہرام نے
جو آنکہہ کہولی تو اپنا مرتبہ بہ رنگ گل دیکہا اور محبوبہ کا مثل بلبل ماری خوشی کی پہول گیا اور کلی کی طرح پہولی نہ
پہول گیا پہر تو پی کہسکلے اپنے ہونٹہہ کہ رشک گلبرگ تہی اوسکے دہن سے کہ غیرت غنچہ یاسمن تہا ملا دئے اور خوب
مزے اوڑائے از بسکہ وہ گل پیرہن بہی اشتیاق مین بہری ہوئی تہی آپکو روک نسکی گہہ ہی گئی آخر نسیم نے کلی کو
نبایا اور آپس مین نئی نئی طرح سے لطف اوٹہایا روح افزا کا جی لگا کہ ایکساعت اوس سے جدا نہو اور شوق ہوا
پہر یہ ارادہ کیا کہ اسکو حرز جان کیطرح گلے سے لگائی رکہئے مگر دشمنونکی نظر سے چہپائی رکہئے آخر ایک طلسم اوسکے
گلے مین باندہا اور قمری بناکر ایک سونیکی پنجرے مین رکہا پہر تو وہ سرو گل اندام روبرو لگائی رکہتی تہی رات کو پنجرے سے
نکال کر پہر آدمی بنائی تہی اور صبح تک اوسکی صحبت سے انواع و اقسام کی کیفیتین اوٹہاتی تہی مدت اسطرح گذری
او یہ بات چہپی رہی آخر عشق اور مشک بغیر ظاہر ہوئے نہین رہتا کچہ بو باس نہا کی حسن آرا تک پونہچی ایکدن
نور کے تڑکے اوسکی سن گن لینے آئی جب روح افزا کی پاس آ نکلی دیکہا کہ اوسکی زلف مشکین کا طوق سطور ہے
سیب زنخدان کا رنگ اور ہے نسرین رخسار کی نکہت گل سی اور نرگس بخواب کی کیفیت جام سی دیکہی
چہوٹی کی حالت اور خط حلق پائی اور انگیا کی صورت کچہ اور ہی نظر آئی سمجہی کہ اسکا یاقوت کسی کے الماس سے
مقدر کندہ ہوا ہے اور جیو کا نیام کا بلا شبہ اسکی تیغے کو لگا دوڑ کر غصے سے ایک دوہتر مین مارا
اور کہنے لگی ای علامہ گل کا نام ڈبو دیا کیا غضب کیا تو نے کنوار پتے مین کس سے آنکہ لگائی تجہی غیر مرد سے
حیا نہ آئی حیف تیری زیست پر چلنی بہر پانی مین ڈوب مر تیری رسوائی کا نقارہ بج گیا تو نے باپ کا نام خوب کیا
سچ تہا کہ یہ ماجرا ہے نہین تو تیرا گلا گہونٹ ڈالونگی او جیتا نہ چہوڑونگی روح افزا مارے ڈر کے تہر تہرائی

تھی اور کہتی تھی اماں مجھی تمہاری سر کی قسم جو مین نی کسی مرد کو بھی دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین یہ فقط
تہمت ہی اور صاف بندش ہی تم کیسی ماں ہو کہ بیٹی کو عیب لگاتی ہو اور لوگون کے کہنے سننے پر جاتی ہو غرض
وہ نہ مانی ہر چند سخت سخت قسمین کہائین اور بہتیری باتین بنائین گلا و نی باد نہ کیا بلکہ در پئے ہوئی کہ چور سے نفی
اس گھر مین کون نہیل وی ہی اوسے پکڑا چاہیے اور اسی طرح شہر کو پہنچا ہے ہزارون جاسوسون عیارون نی
زمین و آسمان کو ڈھونڈ مارا لیکن گوہر بی بہا کا پتہ کسی نہ پایا کہنا العزیز یہ تو عرش پر کسکے ڈھونڈنے کا
ارادہ رکھتا ہے جو تیرے خانہ دل مین ہی اوسکی تو تجہ خبر نہین واہ واہ دور کا دھیان اور نزدیک
آپسی انجان شعر کون ہی گھر مین جب اتنی بھی نہین تجکو خبر تو پھر تو یہ کیا جانے کیا ہی اوج بام
چرخ پر ٭ القصہ حسن آرا نے حسب چوک کی روح افزا کی خواصون کو دھمکایا اور ظفر شاہ نے غضب
ڈھایا جب ایک شخص کہ اوسکا نام گلرخ تھا اوسکے نزدیک آکر یون گویا ہوئی کہ اس خلوت سرا کا بھید پھر
کیونکر کھلے نہ وہان تک گذر ان دیدہ بان بینا شعر اوسکے منہ کے دیکھنے کو دیدہ دل چاہیے ٭ چشم ظاہر بین
یاری وید کر سکتی ہے کب ٭ لیکن انہون صاحبزادی صبح و شام اس قمری سے مشغول رہتی ہی
اور اوسکے پنجرے کو ایکدم آنکھ سے اوجھل نہین کرتی ظاہر مین تو یہ پرندہ ہی اور باطن کی ہمکو خبر نہین بس اپنا
ظاہری قیاس آگے نہین اوڑ سکتا مگر اوسکی چڑیا پہچانتی ہے ٭ اسکی کنیز سمجھ ہے اے نادان سبب
یہ روح سبزہ زار دنیا کی سیر کو آتا ہے جب تک یہ مرغ طلسم عناصر اسکے گلے مین پڑا ہی اور قفس وجود
مین طوق بندگی اوسکا گلو گیر ہے چشم ظاہر بین مشت خاک کی سوا کچھ نہین دیکھتی جسدن یہ طلسم ٹوٹ گیا
بیشک اوسکی کھل جائیگی کہ وہ کون ہی اور یہ رنگ کیا ہی چنانچہ رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے بھی
فرمایا ہی [illegible] لوگ [illegible] اس حال سی آگاہ ہونگے وجود مطلق ایک دریا ہی اور ہر موجود مثل حباب ہی
[illegible] حباب [illegible] دریا کی سوا کچھ نہین [illegible] تامل [illegible] در اصل [illegible] لیکن فرق مرتبہ کا
[illegible] حباب [illegible] اور [illegible] دریا کو حباب اور کعبہ تو قبلہ کہتی ہین اور [illegible] چشم کو [illegible]

اور حقیقت کو بہشت شعر سر بسر یہی ہین اور یہی حکم وجود ہی ورنہ زندیق ہے جو حفظ مراتب کرے نہ تو وہ ولا مجی
مسئلہ وحدت وجود کا مشکل ترین مسایل ہے بہتیری اس بحر عمیق مین گر کر مذہب جبری کے بہنور مین جا
پہنسے اور اکثر مسلک دہری کی گرداب مین ڈوبے ہادی یہان فضل الٰہی اور کرم رسالت پناہی کی
سوا کوئی نہین قصہ کوتاہ حسن آرا نے روح افزا کی لشکرگاہ مین جا پہنچنے کو اوتار لیا
اور ارادہ لیجانے کا کیا روح افزا اوسکو شاہین کے چنگل مین دیکہکر کلیجہ پکڑ کر رہگئی نہ سہی تو بارے
لحاظ کی بولی تنکی پہ طایر روح قفس تن مین تڑپنے لگا ہر چند تڑپا لیکن قضا و قدر کی ہاتہ سے چہوٹنا
غرض اوس پری پیکر روح قفس لے اوڑی اور مظفر شاہ کی روبرو اوسکا پنجرہ جا کر رکہدیا شاہ نے نکالکر اوسکے
بال و پر تمام ٹٹولے آخر گلے پیچ ہاتہ پڑا تو ایک تعویذ بندہا نظر آیا اوسکو کہولا بہرام آدمی ہو گیا حاضرین
مجلس سخت متعجب ہوئے شاہ آتش غضب سے جلکر کباب ہو گیا اور کہنے لگا اے بدذات نابکار تو غضب
سلطانی سے نہ ڈرا اور اپنی جی مین کچہہ نہ سوچا سچ کہہ اس دیار مین تجہے کون لایا اور بادشاہون کے محل سرا مین
کسنے پہنچایا اب اس ڈہٹائی اور بے پروائی کا ثمرہ تو ہلاکت کی سوا کچہہ نہ پائیگا اور اسکی سزا مین مارا
جائیگا بہرام بولا عاشقونکا اپنا جذبہ اشتیاق ہے اور اونہین کی سزاوار تکلیف مالایطاق ہے عشق کی
وہ زنجیر نہین کہ کوئی آپ کی پاؤن مین ڈالے اور با اختیار گرفتار ہو عاشقون نے رشتہ رشتہ
اختیار کبہی توڑا ہی اور بے اختیاری سے جوڑا ہے جسنے زندگی سے ہاتہ دہوئے اوسے موت سے
کیا خطرہ ہے اور جان گئی کیا پروا ہے مگر حسرت دیدار جی مین رہیگی اور گور مین جبتک خون آنکہون سے
بہیگی شعر موت سے ہرگز نہین ڈرتا تجہو غم ہے کہ دیدار گلرخون کی دید سے محروم مین رہجاؤنگا
آخر مظفر شاہ کا شعلہ غضب ایسا بھڑکا کہ لوگون سے فرمایا اس آتش کے پرکالے کو جلد شہر سے دور
لیجا کر آگ مین ڈالدو اور جلا کے سیاہ کردو اتفاقاً تاج الملوک اور بکاولی گلستان ارم کی سیر کو آتے
جس مقام سے جزیرہ فردوس دیکہ پڑتا تہا وہان پہنچے جی مین آیا کہ چلو روح افزا کو بہی دیکہتے چلین او

دونون وہانکی بہی سیر کرین القصہ جزیرہ فردوس کیطرف پہرے اور وہان آنکلے جب وہان نہایت آہ و نالہ
لکڑیون کا انبار لگا تہا اور بہرام اوسپر بیٹہا تہا لکڑیون چارون طرف سے آگ دیے چکے تہے جوہین بکاولی نے لوگون کی بہیڑ
اور آگ بہڑکی ہوئی اوسکی نظر پڑی آفت اپنا قریب لیجا کر پوچہنے لگی کہ یہ کیا ہنگامہ ہے کوئی بول اوٹہا کہ روح افزا کے
عاشق کو جلاتے ہین سنتے ہی اسباب کی تختہ سے اوتر کر آگے بڑہی کیا دیکہتی ہے کہ بہرام ہے فی الفور بکاولی نے کہا
جلد اس آگ کو بجہاؤ اور اس جوان کو نکالو اگر اسکا ایک بال بہی جلا تو سبکو جیتے سر جلا دونگی بلکہ اوسکا گہر کا گہر
خاک مین ملا دونگی لوگ ڈر گئے اور آگ کو بجہا دیا اور بہرام کو نکالکر شہزادیکے حوالہ کیا اوسکو ہمراہ لیکے
ایک باغمین جا اوتری پہر تاج الملوک کو اور اوسے وہان چہوڑا آپ مظفر شاہ اور حسن آرا کے پاس گئی جاکے
سلام کیا اونہون نے اوسکا سر چہاتی سے لگایا خیر و عافیت پوچہی اور آنیکی حقیقت بکاولی نے کہا کہ میرا
بے اختیار آنیکو اور جی جان سے دیکہنے کو جی چاہتا تہا اسکے سوا خیریت ہے لیکن راہ مین عجب ماجرا دیکہا ہے
کہ میرے شوہر کیسے وزیرزادیکو لوگ جلایا چاہتے تہے اگر میری آنہین اور ایکدم کا وقفہ ہوتا تو جلکر راکہ ہو
جاتا اور ماں باپ کو دنیا سے کہو جاتا اگرچہ مزا سب کا برا ہے حضور نے ایسے جوان شکیل کا فی الواقع تقصیر ہے
ایسی ہوئی تہی لیکن اسطرح کی سزا اب فایدہ نہین رکہتی جو کچہ ہونا تہا سو ہو چکا ہے یہ غرض کیا کہ آپ
نے اوسی مار ڈالا لیکن کلنک کا ٹیکا تو نہ مٹیگا اب تو سب جانتے ہین پہر ہزارون جانینگی اس سے بہتر یہ ہے
کہ اوسکی تقصیر معاف کیجیئگا اور روح افزا کو اوسکے ساتہ بیاہ دیجیئے کیونکہ بہرام نہایت طرحدار اور
قابل ہے کچہ اسمین مضایقہ نہین وزیر اور بادشاہ مین ہمیشہ سے رشتہ ہوتا اور جو انسان کو آپ
حقیر جانتے ہین تو پہر مجہکو کیون تاج الملوک کے ساتہ بیاہا ہے اور تجہمی مین کیا فرق ہے مظفر شاہ نے یہ
باتین سنکر سر جہکا لیا اور کہا بہت بہتر مختار ہو پہر وہان سے روح افزا کے پاس آئی دیکہا کہ وہ آنکہون مین
آنسو بہرے سر جہکائے منہ بسورے غمناک بیٹہی ہے ہنسکر کہنے لگی واہ واہ ری گہس کیسے کہان جاکر سرنگ لگائی
تہاہ لایقی تجہسے اور دور سے تیری دید سے بس اوٹہہ گہڑی ہو دل کہولکر ملو اور ہمیشہ عیش کیجیو روح افزا

باتون سی سکا اکر اوس شہہ بیبی اور بلائین لیکر گلی سے لپٹ گئی تمام رات تو بکاولی وہان رہی صبح کیوقت روح افزا کو
مظفر شاہ اور حسن آرا کے پاس لیگئی تقصیر معاف کروائی بہرام سے کہا تاج الملوک اور بہرام کو لیکر
خیمہ ارم میں جاکر پہنچے اور یہ ماجرا من وعن اپنے ماں باپکی گوش گذار کیا بہرام نے یہ خواست کی کہ وہ جیسے
دہوم سی تاج الملوک کو بیکہ بیاہنے آئی تہی اسیطرح تم بہی بہرام کو بیاہنے چلو اور کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرو حسب
اونکے ویسی ہی مہمانداری اور تیاری اندر باہر کی اور تجمل سے بہرام کو خلعت شاہانہ اور جواہر پہنا کر سہرا اونکا
باندہکر بیکا کر وفر سی خیمہ فردوس کو روانہ ہوئی وہانکی تیاری کا کہنا ہی کیا ہے کہ بیاہ کا تجمل زبان کیا
بیان کریگی اور قلم کب لکھ سکے غرض مظفر شاہ کیطرف کے لوگون نے براتیون کو اور دولہا کو بیچا کر بنہایت تعظیم و تواضع سے
محلس شاہ میں لے آئے اور تمام سواریون کو اوسی مجمع سے اوتروا کر بڑی تعظیم اور تواضع سے حسن آرا کے
دار محلس نشاط میں بٹہایا پہر رات تک اندر باہر ناچ راگ کی صحبت رہی آتش بازی انواع و اقسام کی چہوٹی پہر
شاہانہ کی جلین کی موافق اوس پری پیکر کا نکاح اوس رشک قمر کی ساتھہ بندہوایا ہار اور پان دینے کی بعد
ریت و رسم کیواسطے محل میں بہجوایا بکاولی بہی بہنونکی طرح بہرام کی ساتھ گئی اور ٹوٹکے کرتی ہوئی
اوسکی طرف سے خوب جہگڑی پہر آرسی مصحف دکہایا اور دولہا کو دلہن کو جہوٹا شربت پلا اونکی بعد مظفر شاہ
اور حسن آرا نے روح افزا کو بہت سا جہیز و نقد و جنس لونڈی غلام وغیرہ بتجمل تمام رخصت کیا بڑی آرائش سے
رونق سے فیروز شاہ اور تاج الملوک لیئے ہوئے شاد و خرم جزیرہ ارم میں داخل ہوئے کئی دن وہان چہل پہل رہی
بکاولی اور تاج الملوک روح افزا اور بہرام کو اوسی طمطراق سے لیکر ملک نگارین کو روانہ ہوئے تہوڑے عرصے میں
وہان جا پہنچے بہرام کے ماں باپ کو بلوا کر تمام قصہ کہکر سنایا اور دونون کا دیدار دکہایا وہ بہو بیٹی کو
دیکہکر بہت شاد ہوئے اور بکاولی کے جان و دل سے ممنون احسان ہوئے من بعد وزیر محلس نشاط کی وہان
تیار کی بادشاہ کو بہار سے آیا اور جتنے چہوٹے بڑے امیر تہے اونکو بہی بلایا جسقدر اہل طرب شہر میں تہے
اونکو طلب کیا غرض کئی دن

دن تک ناچ راگ کی صحبت رہی مہانداری بخوبی کی بادشاہ اور بادشاہزادے کی حضور مین سینکڑون
کشتیان جواہر اور پوشاک کی رکھین اور محل مین بھی اوسی قبیل سے بھجوائین انعام اور اکرام لوگون کو بہت سا دیا
نقد و جنس بخشا بعد اسکے حضرت اعلی قلعہ مبارک مین تشریف لیگئے سب مہمان بھی رخصت ہوئے
پھر بکاولی نے حمالہ کو کہلا بھیجا کہ جلدی میرے باغ اور محل کو اوکھڑوا کر یہان سے آ وہ دو چار ہی دن کے
عرصے مین لیکر پہنچے فی الفور متصل اپنے دولتسرا کے نہایت آراستگی کے ساتھہ قایم کرکے
روح افزا اور بہرام کے حوالے کیا الحمد للہ خدا کے فضل سے سب شاد ہوئے
اور بخوبی آباد ہوئے

اشعار

عروس سخن جب کہا کو شاد	ہماری بھی دی یا الٰہی مراد	یہ قصہ ہوا جب بخوبی تمام
تو پھر فکر تاریخ تھی صبح شام	یکایک سنی مین نے آواز غیب	کہی مذہب عشق تاریخ نام
تاریخ عیسوی سے	ہوئی پھر خواہش کہ کلک زبان	کرین عیسوی سال کو بھی بیان
تو پھر ہاتف غیب نے دی صدا	کہا مذہب عشق مین کو لئے آ	کرے منشی جاہم کر اختیار

نور ازہان و سپہر آشکار

الحمد للہ و المنہ کہ نسخہ خوش اسلوب داستان مرغوب مسمی بہ مذہب عشق
معروف گل بکاولی مطبع فلنکس پریس
واقع شاہجہان آباد متصل کشمیری
دروازہ باہتمام منشی ... صاحب
۱۸۶۳ ماہ اپریل
طبع ہوا

حسب فرمایش لالہ [illegible] تاجر کتب دہلی

[illegible] حسب ... [illegible]